مصطفٰی جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

(ماخذ کتاب الشفاء)

شانِ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم

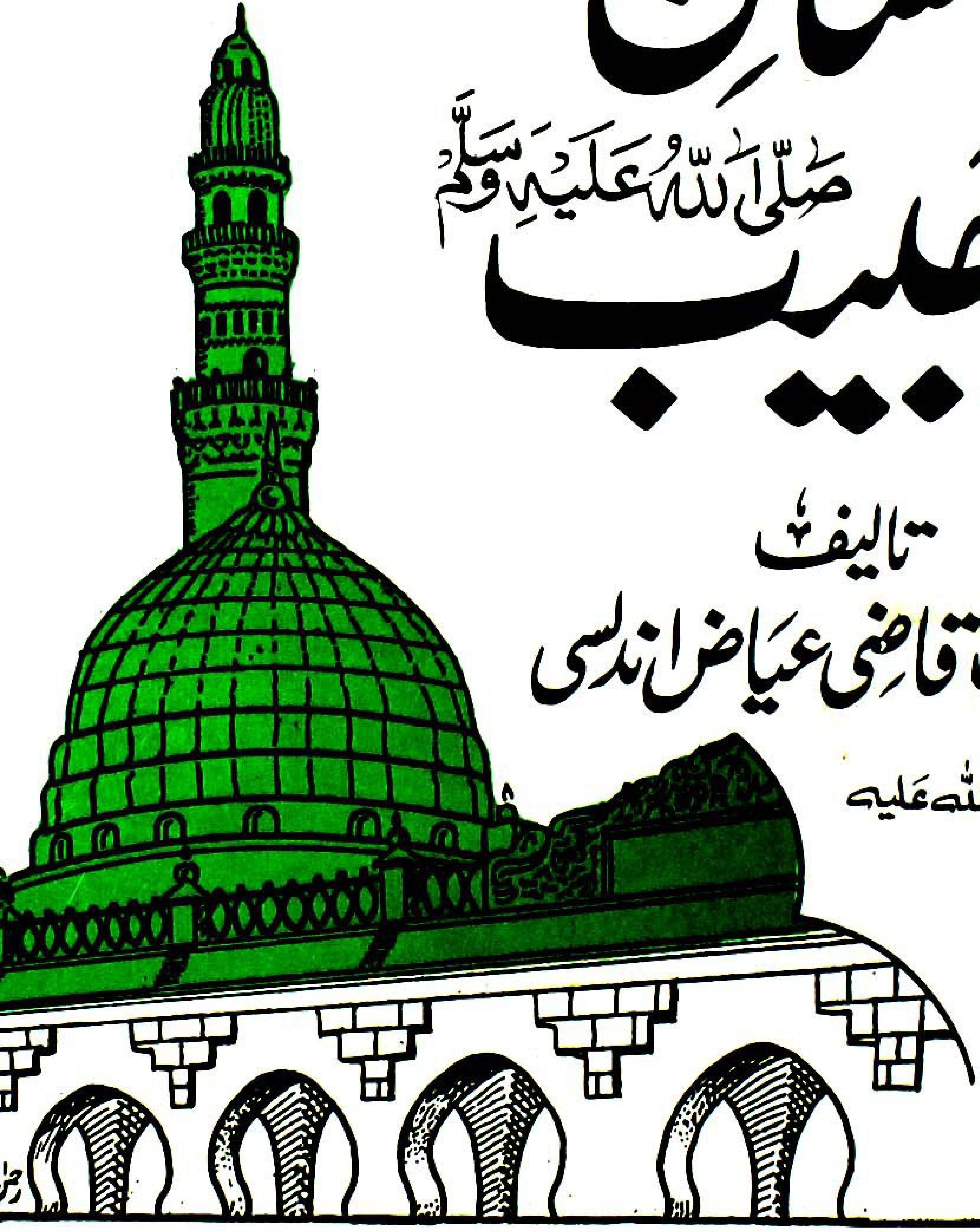

تالیف
حضرت قاضی عیاض اندلسی
رحمتہ اللہ علیہ

بزمِ مدینہ کراچی

Marfat.com

Marfat.com

سیرت النبی صلی اللہ
Book Series
Serial No.
Price
Date ۲۲/۲/۹۷
Jamia Naqishbandia
Bustan-ul-Aloom
Mohallah Abed Kadhala (AK)

شانِ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جو مدح و ثنا فرمائی اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آپ کی جو عظیم الشان قدر و منزلت ہے، اس باب کا وہی نفسِ مضمون ہے ——— قرآنِ مجید میں ایسی بہت سی آیات ہیں جو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکرِ جمیل پر مشتمل اور آپ کے محاسن و محامد، تعظیم و اور قدر و منزلت کو بیان کرتی ہیں۔ ہم نے اُن آیات ہی پر انحصار کیا ہے جن کا مفہوم ظاہر اور مراد واضح ہے۔ اس باب کو ہم نے دس فصلوں میں تقسیم کیا ہے۔

(و باللہ التوفیق)

فصل (۱)

اس فصل میں اُن آیات کا ذکر ہے جو حضور پُر نور علیہ الصلوات والتسلیمات کی مدح و ثنا اور آپ کے محاسن عالیہ کے بارے میں وارد ہیں جیسے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ

(پارہ ۱۱، سورۂ توبہ، آیت ۱۲۸)

بیشک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول، جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے۔ تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال

Marfat.com

(فقیہ ابو اللیث) سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ بعض قاریوں نے اس آیت کے لفظ اَنْفَسِکُمْ کے فا کو فتح (زبر) کے ساتھ پڑھا ہے جبکہ جمہور کی قرأت ضمہ (پیش) کے ساتھ ہے۔

فقیہ قاضی ابو الفضل (قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ) توفیقِ الٰہی سے فرماتے ہیں :- جاننا چاہیئے کہ یہاں خطاب مومنین سے ہے یا اہلِ عرب سے یا اہلِ مکہ سے، یا تمام انسانوں سے، جیسا کہ اس خطاب کے بارے میں مفسرین کا اختلاف ہے، یعنی اس عظیم الشان رسول کو اُن میں مبعوث فرمایا جس کو وہ اچھی طرح جانتے ہیں، ان کے مقام و منصب کو جانتے، اُن کے صدق و امانت کو دیکھتے اور کذب و عدم خیر خواہی سے انھیں متہم نہ کر پاتے حالانکہ وہ خود اُن میں سے ہیں۔ اور عرب کا کوئی قبیلہ ایسا نہیں ہے جس کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رشتہ داری نہ ہو اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما وغیرہ کے نزدیک ارشاد باری تعالیٰ: اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی سے یہی مراد ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ اُن میں سب سے اشرف، ارفع اور افضل ہیں۔

اگر (اَنْفَسِکُمْ کے فا کو) فتح یعنی زبر کے لحاظ سے دیکھیں تو یہ مدح و ثنا کی انتہا ہے پھر اس وصف کے بعد اور اوصافِ حمیدہ بیان فرمائے اور محامد کثیرہ کے ساتھ آپ کی تعریف کی اور بتایا کہ اُنھیں اس بات کی بڑی حرص ہے کہ لوگ رُشد و ہدایت سے بہرہ مند ہو کر حلقہ بگوشِ اسلام ہو جائیں اور ہر وہ بات اُن پر گراں گزرتی ہے، جو لوگوں کے لئے دُنیا اور آخرت میں ضرر رساں ہے۔ ایسی باتوں سے آپ کو تکلیف ہوتی تھی، نیز ہمیشہ مسلمانوں پر آپ کی چشمِ عنایت اور نگاہِ کرم رہتی ہے۔

بعض اکابر نے فرمایا ہے کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے دو اسمائے حسنیٰ (رؤف اور رحیم) اپنے محبوب علیہ الصلوات والتسلیمات کو مرحمت فرمائے ہیں۔

Marfat.com

یہ مضمون دوسری آیت میں یوں بیان ہوا ہے۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ج وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ [1]	بیشک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انھیں میں سے ایک رسول بھیجا۔ جو اُن پر اُس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انھیں پاک کرتا ہے اور انھیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے اور وہ ضرور اس سے پہلے گمراہی میں تھے۔

ایک اور آیت میں یُوں ارشاد ہے۔

هُوَ الَّذِىْ بَعَثَ فِى الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ [2]	وُہی (خدا) ہے جس نے اَن پڑھوں میں اُنھیں میں سے ایک رسول بھیجا کہ اُن پر اُن کی آیتیں پڑھتے ہیں اور انھیں پاک کرتے ہیں اور انھیں کتاب و حکمت کا علم عطا فرماتے ہیں اور بیشک وُہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔

اس بارے میں یہ بھی ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ۝ [3]	جیسا کہ ہم نے بھیجا تم میں ایک رسول تم میں سے کہ تم پر ہماری آیتیں تلاوت فرماتا ہے اور تمھیں پاک کرتا ہے اور کتاب اور پختہ علم سکھاتا ہے اور تمھیں وہ تعلیم فرماتا ہے جسکا تمھیں علم نہ تھا

---

[1] پارہ ۴، سورۃ آلِ عمران، آیت ۱۶۴ [2] پارہ ۲۸ سورۃ الجمعہ آیت ۲

[3] پارہ ۲، سورۃ بقرہ، آیت ۱۵۱ ۔

Marfat.com

حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشادِ باری تعالیٰ مِنْ اَنْفُسِکُمْ کے بارے میں فرمایا کہ یہ حسب ونسب اور سسرال کے متعلق ہے، کیونکہ میرے آباؤ اجداد میں حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر اب تک کوئی بھی زنا کے ذریعے پیدا نہیں ہوا بلکہ سب نکاح کے ذریعے عالمِ وجود میں آئے —— ابن الکلبی فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پانچ صد امہات کے حالات میں نے معلوم کئے لیکن کسی میں زنا اور جاہلیت کا کوئی اثر نہ پایا۔ (سبحان اللہ)۔

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ارشادِ خداوندی تَقَلُّبَکَ فِی السّٰجِدِیْنَ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ مَنْ نَبِیٍّ اِلٰی نَبِیٍّ حَتّٰی اَخْرَجْتُکَ نَبِیًّا۔ یعنی آپ ایک نبی سے دوسرے نبی کی جانب منتقل ہوتے رہے۔ یہاں تک اے محبوب تمہیں مبعوث فرمایا گیا۔

حضرت جعفر بن محمد یعنی امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ (المتوفی ۱۴۸ھ) فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو اپنی اطاعت سے عاجز دیکھ کر اس بات کی معرفت عطا فرمائی تاکہ وہ سمجھ پائیں کہ خدمت کے ذریعے وہ منزلِ مقصود تک نہیں پہنچ سکتے۔ تو اپنے اور ان کے درمیان اپنی تخلیق کے شاہکار کو واسطہ بنایا جو صورت کے لحاظ سے خود اُن کی جنس میں سے ہے اور جس کی خوبی یہ ہے کہ وہ سراپا رافت ورحمت ہے اُسے مخلوق کی جانب ایسا مکمل سفیر اور نمائندہ بنا کر بھیجا کہ اُس کی اطاعت کو اپنی اطاعت اور اُس کی موافقت کو اپنی موافقت قرار دیتے ہوئے اللہ رب العزت نے فرمایا:-

مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ۔ (پارہ ۵، سورۂ نساء، آیت ۱۱)

جس نے رسول کا حکم مانا بیشک اُس نے اللہ کا حکم مانا۔

Marfat.com

اور اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے :-

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ[1] اور ہم نے تمھیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہانوں کے لئے۔

حضرت ابوبکر محمد بن طاہر علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو رحمت کی زینت سے سراپا مزین فرمایا ہے۔ آپ کو رحمت کا ایسا پُتلہ بنایا گیا ہے جس کے جملہ شمائل وصفات مخلوقِ خدا کے لئے رحمت ہی رحمت ہیں۔ اس بارگاہ سے جس کو رحمت کی تھوڑی سی بھیک بھی لگ گئی وہ دونوں جہانوں کی کامیابی وکامرانی حاصل کر گیا اور ہر برائی سے محفوظ ہوگیا اور دونوں جہانوں میں اپنی مراد پا گیا۔ اے مخاطب! کیا تیری اس بات پر نظر نہیں ہے کہ اُن کے متعلق اللہ رب العزت نے وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ فرمایا ہے۔ پس اُس کی حیات بھی رحمت ہے اور اُن کی وفات بھی رحمت ہے جیسا کہ سرورِ کون ومکان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود فرمایا ہے کہ میری حیات بھی تمہارے بہتر ہے اور میرا وصال فرما جانا بھی تمھارے لئے بہتر ہے —— کیونکہ آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی اُمت پر رحم فرمانا چاہتا ہے تو اُمت کی موجودگی میں نبی کی رُوح قبض کر لیتا ہے تو وہ نبی اپنی اُمت کے لئے بخشش کا مقدمہ اور نجات کا ذخیرہ بن جاتا ہے

امام ابوللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے لفظ "رحمۃ اللعلمین" کے بارے میں فرمایا ہے کہ آپ تمام جنات اور انسانوں کے لئے رحمت ہیں۔ دُوسرا قول یہ ہے کہ آپ ساری مخلوق کے لئے رحمت ہیں۔ مومن کے لئے اس لحاظ سے رحمت ہیں کہ اُنھیں ہدایت آپ کے سبب ملی۔ منافقوں کے لئے بایں وجہ رحمت ہیں کہ انہیں

---

[1] پارہ ۱۷، سورۂ الانبیاء، آیت ۱۰۷

Marfat.com

آپ کے صدقے قتل سے امان ملی، کافروں کے لئے یوں رحمت ہیں۔ کہ آپ کے باعث اُن کے لئے عذاب مؤخر ہو گیا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما (المتوفی ۶۸ھ) نے فرمایا ہے کہ سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب مومنوں اور کافروں کیلئے رحمت ہیں۔ جب اس بات کو سامنے رکھا جائے کہ اپنے انبیاء کو جھٹلانے والی امتوں پر کیسے کیسے عذاب آئے تھے تو اس وقت فخرِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا رحمۃ للعالمین ہونا بخوبی ذہن نشین ہو جائے گا۔

حکایت ہے کہ فخرِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جبرائیل علیہ السلام سے دریافت فرمایا کہ میری رحمت سے کیا تمہیں بھی کچھ حصہ ملا ہے؟ روح الامین عرض گزار ہوئے، ہاں یا رسول اللہ! میں اپنی عاقبت کے بارے میں لرزاں و ترساں رہتا تھا لیکن اب مطمئن ہوں کہ آپ کی قدم بوسی کے صدقے اللہ تعالیٰ نے اس نسخہ کیمیا (قرآنِ کریم) میں میری تعریف فرمائی ہے جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔

ذِی قُوَّۃٍ عِنْدَ ذِی الْعَرْشِ مَکِیْنٍ ○ مُطَاعٍ ثَمَّ اَمِیْنٍ ○ [1]

جو قوت والا ہے، مالکِ عرش کے حضور عزت والا، وہاں اُس کا حکم مانا جاتا ہے پھر امانت دار ہے۔

گلشنِ اہلِ بیت کے نخلِ سدا بہار یعنی امام جعفر صادق بن امام محمد باقر علیہما الرحمۃ الغفار نے ارشادِ باری تعالیٰ فَسَلٰمٌ لَّکَ مِنْ اَصْحٰبِ الْیَمِیْنِ [2] (تو اے محبوب! تم پر سلام داہنی طرف والوں سے) کے بارے میں فرمایا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اے محبوب! تمہارے صدقے داہنی طرف والوں پر سلامتی ہے ـــــــ

---

[1] پارہ ۳۰، سورۃ التکویر، آیت ۲۰، ۲۱۔ [2] پارہ ۲۷، سورۃ الواقعہ، آیت ۹۱

Marfat.com

اللہ رب العزت نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں یوں بھی فرمایا ہے :۔

اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْھَا مِصْبَاحٌ ط اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَۃٍ ط اَلزُّجَاجَۃُ کَاَنَّھَا کَوْکَبٌ دُرِّیٌّ یُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ زَیْتُوْنَۃٍ لَّا شَرْقِیَّۃٍ وَّلَا غَرْبِیَّۃٍ یَّکَادُ زَیْتُھَا یُضِیْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْہُ نَارٌ ط نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ ط یَھْدِی اللّٰہُ لِنُوْرِہٖ مَنْ یَّشَآءُ ط وَیَضْرِبُ اللّٰہُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ط وَاللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ٥ [1]	اللہ نور ہے آسمانوں اور زمین کا۔ اُسکے نور کی مثال ایسی جیسے ایک طاق کہ اُس میں چراغ ہے، وہ چراغ ایک فانوس میں ہے، وہ فانوس گویا ایک ستارہ ہے، موتی سا چمکتا، روشن ہوتا ہے برکت والے پیڑ زیتون سے، جو نہ مشرق کا نہ مغرب کا، قریب ہے کہ اُس کا تیل بھڑک اُٹھے۔ اگرچہ اُسے آگ نہ چھوئے۔ نور پر نور ہے۔ اللہ اپنے نور کی راہ بتاتا ہے جسے چاہتا ہے اور مثالیں بیان فرماتا ہے لوگوں کے لئے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

اس کی تفسیر کے بارے میں حضرت کعب اور ابن جبیر رحمۃ اللہ علیہما نے فرمایا ہے :۔

المراد بالنور الثانی ھھنا محمدٌ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وقولہ تعالیٰ مثل نورہ ای نور محمدٍ صلی اللہ علیہ وسلم [13]	یہاں دوسرے لفظ نور سے مراد محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں اور ارشادِ باری تعالیٰ، اُس کے نور کی مثال سے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور کی مثال مراد ہے۔

---

[1] پارہ ۱۸، سورۂ النور، آیت ۳۵

Marfat.com

سہل بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ آسمان و زمین والوں کو ہدایت دینے والا اللہ تعالیٰ ہے پھر فرمایا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک نور جب اصلاب میں تھا تو اُس کی مثال طاق کی طرح تھی جس کی صفت ایسی ہی تھی اور مصباح یعنی چراغ سے آپ کا قلب اطہر مراد ہے۔ زجاجہ یعنی شیشہ آپ کا سینہ مبارک ہے گویا وہ ایک روشن ستارا ہے کیونکہ اُس کے اندر ایمان و حکمت کا خزانہ ہے۔ شجرِ مبارک سے حضرت ابراہیم علیہ السّلام کا نور مراد ہے جس کی شجرِ مبارک سے مثال دی ہے اور یَکَادُ زَیۡتُھَا یُضِیۡٓءُ کا مطلب یہ ہے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت (آثارِ نبوت) اُن کے کلام سے پہلے لوگوں پر ظاہر ہو گی، جیسا کہ یہ زیتون۔ اس آیت کی تفسیر میں اور بھی کئی اقوال ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اور اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں اس کے علاوہ اور کئی مواقع پر نور کہا اور سراج منیر قرار دیا ہے چنانچہ نعتِ حبیب کہتے ہوئے اللہ ربُّ العزّت نے فرمایا ہے:۔

قَدۡ جَآءَکُمۡ مِّنَ اللّٰہِ نُوۡرٌ وَّ کِتٰبٌ مُّبِیۡنٌ ۙ [1]	بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا۔ اور روشن کتاب۔

دوسری جگہ فرمایا ہے:۔

اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنٰکَ شَاہِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیۡرًا ۙ وَّ دَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذۡنِہٖ وَ سِرَاجًا مُّنِیۡرًا ۙ [2]	بیشک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر، خوشخبری اور ڈر سُناتا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا اور چمکا دینے والا آفتاب

اور اسی بارے میں یہ بھی ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔

اَلَمۡ نَشۡرَحۡ لَکَ صَدۡرَکَ ۙ	کیا ہم نے تمہارا سینہ کشادہ نہ کیا۔
وَ وَضَعۡنَا عَنۡکَ وِزۡرَکَ ۙ الَّذِیۡۤ	اور تم پر سے تمہارا وہ بوجھ اتار لیا جس

[1] پارہ ۶، سورۃ المائدہ، آیت ۱۵ [2] پارہ ۲۲، سورۃ الاحزاب آیت ۴۶

Marfat.com

أَنْقَضَ ظَهْرَكَ ۝ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝ فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝ إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝ فَإِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۝ وَإِلَىٰ رَبِّكَ فَارْغَبْ ۝ [1]

نے تمہاری پیٹھ توڑ دی تھی۔ اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔ تو بیشک دشواری کے ساتھ آسانی ہے۔ بیشک دشواری کے ساتھ آسانی ہے تو جب تم نماز سے فارغ ہو تو دعا میں محنت کرو اور اپنے رب ہی کی طرف رغبت کرو۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ آپ کا شرح صدر اسلام کے ساتھ ہوا ہے۔ سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نورِ رسالت کے ساتھ اور حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ کے قلبِ مبارک کو اس درجہ علم و حکمت سے بھر دیا گیا تھا کہ وسوسوں کی گنجائش ہی نہیں رہی تھی۔ اس کے معنی میں یہ بھی قول ہے کہ کیا ہم نے تمہارے قلبِ مبارک کو اتنا پاک نہیں کر دیا ہے کہ تمھیں وسوسے اذیت نہ پہنچا سکیں اور تمہارے اوپر سے وہ بوجھ اُتار لیا ہے جس نے تمہاری کمر توڑ رکھی تھی۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس بوجھ سے مراد زمانہ نبوت سے پہلے کی لغزشیں ہیں ایک قول میں ایام جاہلیت کا بوجھ ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد رسالت کی ذمہ داری کا بوجھ ہے جو تبلیغ کے باعث اُٹھ گیا ہے۔ اس قول کو ماوردی اور سلمی رحمۃ اللہ علیہما نے حکایت کیا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ہم نے تمھیں بچا لیا ہے ورنہ (قبل زمانہ نبوت) کی لغزشیں تمہارے لئے بارِ گراں ثابت ہوتیں۔ اس قول کو سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے۔ اور وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کی تفسیر میں یحییٰ بن آدم علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ ہم نے نبوت کے ساتھ تمہارا بول بالا کر دیا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ جب میرا ذکر ہوگا تو ساتھ تمہارا ذکر بھی ہوگا۔ جیسا کہ کلمہ طیبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے ساتھ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہا جاتا ہے

[1] پارہ ۳۰، سورۃ الم نشرح

Marfat.com

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اذان کے ذریعے تمھارے ذکر کو بلند کیا گیا ہے۔

فقیہ قاضی ابو الفضل (قاضی عیاض مالکی) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ اللہ عزّ و جلّ کی جانب سے اس امر کی تقریر ہے کہ اللہ جل اسمہٗ کی بارگاہ میں نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی نہائت ہی قدر و منزلت ہے اور خالق و مالک کے نزدیک آپ کا رتبہ بہت بلند ہے اور آپ اُس کے نزدیک بہت بزرگ ہیں۔ اسی لئے آپ کے قلب مبارک کو ایمان اور ہدایت کے لئے کھول دیا گیا۔ اور حفظِ علم اور ضبطِ حکمت کے لئے اُسے کشادہ کر دیا گیا اور امورِ جاہلیت کا بوجھ آپ کے اُوپر سے ہٹا دیا اور جہالت کی عادتوں کو آپ کے نزدیک مبغوض ٹھہرا دیا گیا۔ اور آپ کے دین کو تمام ادیان پر غالب کر دیا اور نبوت و رسالت کے تحمل کی تکلیف کو آپ سے دُور کر دیا گیا ہے۔ بایں وجہ کہ جو کچھ اللہ تعالٰی نے آپ پر نازل کیا وہ آپ نے لوگوں تک پہنچا دیا ہے۔

یہ سُورت اس امر پر واضح ولالت کرتی ہے کہ بارگاہِ خداوندی میں آپ کا جلیل القدر مقام اور رُتبہ عالی اور ذکرِ گرامی بہت بلند ہے اور حق سبحانہٗ و تعالٰی نے آپ کے نام نامی کو اپنے اسم گرامی سے ملایا ہے۔ (صلی اللہ عَلَیْكَ یَا رَسُولَ اللہ)

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۱۸ھ) فرماتے ہیں کہ اللہ تعالٰی نے آپ کے ذکر کو دُنیا اور آخرت میں بلند کر دیا ہے۔ پس کوئی خطیب، کوئی مؤذن اور کوئی نمازی ایسا نہیں جو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کے ساتھ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ کی شہادت نہ دیتا ہو۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ (المتوفی ۷۴ھ) سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک دفعہ جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ میرا اور آپ کا رب فرماتا ہے کہ کیا آپ جانتے ہیں کہ آپ کے ذکر کو کس طرح بلند کر دیا گیا ہے میں نے کہا کہ اللہ تعالٰی ہی خوب جانتا ہے۔ (جبرئیل علیہ السلام نے کہا:۔ رب فرماتا ہے کہ) جب میرا ذکر کیا جاتا ہے تو میرے ساتھ

Marfat.com

تمہارا ذکرِ جمیل بھی کیا جاتا ہے۔ (صلی اللہ تعالیٰ علیک یا رسول اللہ)۔

ابنِ عطاء رحمۃ اللہ علیہ نے (وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کی تفسیر میں) کہا ہے کہ میں (اللہ عزوجل) نے ایمان کی تکمیل کو اس بات پر موقوف رکھا ہے کہ میرے ساتھ تمہارا (محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا ذکر بھی کیا جائے۔ نیز میں نے تمہارے ذکر کو اپنے ذکر کا حصہ قرار دیا ہے۔ پس جس نے تمہارا ذکر کیا گویا اُس نے میرا ہی ذکر کیا ہے۔

جعفر بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہما (امام جعفر صادق) نے (رفعتِ ذکر کے بارے میں) فرمایا ہے کہ جو شخص بھی مجھے ربوبیت کے ساتھ یاد کرے گا وہ تمہارا رسالت کے ساتھ ذکر کرے گا اور بعض عُلماء نے اس کی تفسیر میں شفاعت کی جانب بھی اشارہ کیا ہے کیونکہ اُس وقت آپ کی رفعتِ شان سب کے سامنے ہوگی اور دوستوں معتقدوں کے علاوہ منکرین و حاسدین و زبان درازیاں کرنے والے بھی اس امر کا اعتراف کیے بغیر کوئی راہ نہ پاسکیں گے ؎ اور اس کی تفسیر میں کہ رب تعالیٰ نے آپ کے ذکر کو اپنے ذکر کے ساتھ بلند کیا ہے یہ پہلو بھی داخل ہے کہ اللہ رب العزت نے آپ کی اطاعت کو اپنی اطاعت کے ساتھ اور آپ کے نام نامی کو اپنے اسمِ گرامی سے ملایا ہے۔ چنانچہ ارشادِ خداوندی ہے:۔

؎ مولانا حسن رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے شانِ مصطفےٰ کی اس جلوہ گری کے بارے میں لکھا ہے:

فقط اتنا سبب ہے انعقادِ بزمِ محشر میں
کہ اُن کی شانِ محبوبی دکھائی جانے والی ہے

مجددِ مائۃ حاضرہ، امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سلسلے میں منکرین کو یُوں سمجھایا ہے:۔ ؎ آج لے اُن کی پناہ، آج مدد مانگ اُن سے
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

Marfat.com

وَ اَطِیْعُوااللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ [1]   اور اللہ اور رسول کے فرمانبردار رہو۔

فَاٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ [2]   پس ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول پر۔

ان دونوں مقامات پر اللہ ربّ العزت نے اپنے حبیب کے منصب رسالت کو اپنے ساتھ واؤ عاطفہ کے ذریعے جمع کیا ہے جو شرکت ذکر کے لیئے ہے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوا ایسی شرکت کسی اور کے لئے جائز نہیں ہے۔

ہم سے شیخ ابوعلی حسین بن حافظ محمد جیانی رحمۃ اللہ علیہما نے حدیث بیان کی اور اس کی اجازت مرحمت فرمائی اور ان سے اس کی قرأت ثقہ ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے حدیث بیان کی ابوعمر نمری نے، ان سے ابومحمد بن عبدالرحمٰن نے، ان سے ابوبکر بن داسہ نے، ان سے ابوداؤد سجزی نے، ان سے ابوالولید طیالسی نے، ان سے شعبہ نے، انھوں نے منصور سے، انھوں نے عبداللہ بن یسار سے، انھوں نے حذیفہ سے اور انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ نے فرمایا:-

لَا یَقُوْلَنَّ اَحَدُکُمْ مَاشَآءَ اللّٰہُ وَشَآءَ فُلَانٌ وَلٰکِنْ مَاشَآءَ اللّٰہُ ثُمَّ شَآءَ فُلَانٌ [3] (ص ۱۶)

کوئی یہ نہ کہے کہ اللہ تعالیٰ چاہے اور فلاں چاہے بلکہ یوں کہے کہ اللہ تعالیٰ چاہے پھر فلاں چاہے (یعنی واؤ عاطفہ کی جگہ ثم ہونا چاہیئے)۔

---

[1] پارہ ۴، سورۃ آل عمران، آیت ۱۳۲۔ [2] پارہ ۹، سورۃ الاعراف آیت ۱۵۸
[3] یہ حدیث مشکوٰۃ شریف میں بھی موجود ہے اور اس میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو یہ ادب سکھایا ہے کہ یوں نہ کہو اللہ اور فلاں چاہے گا بلکہ یوں ...

Marfat.com

خطابی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ بارگاہ خداوندی کا ادب سکھایا ہے کہ مشیت ایزدی کو دوسروں کی مشیت پر مقدم رکھا کریں۔

بقیہ حاشیہ صت ۲۱ :- اللہ چاہے گا پھر فلاں چاہے گا، کیونکہ واؤ عاطفہ کے ذریعے اشتراک پایا جاتا ہے اور خدا کی مرضی کے ساتھ دوسرے کی مرضی کو مشترک نہ کیا جائے بلکہ دوسرے کی مرضی کو علیحدہ بیان کیا جائے یعنی یوں کہہ سکتا ہے کہ اللہ چاہے گا پھر اس کا رسول چاہے گا تو فلاں کام ہو جائے گا ـــــ اللہ چاہے پھر اس کا رسول چاہے تو میں کامیاب ہو جاؤں گا۔

اس مسئلے میں بھی امام الوہابیہ مولوی محمد اسمٰعیل دہلوی (المقتول ۱۲۴۶ھ ۱۸۳۱ء) نے بڑی دھاندلی اور رسول دشمنی کا مظاہرہ کیا ہے چنانچہ انھوں نے اپنی خلاف دین وایمان کتاب تقویۃ الایمان میں صاف لکھ دیا کہ، ـــــ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ (تقویۃ الایمان، مطبوعہ اشرف پریس لاہور، ص ۱۰۷) ـــــ اپنے اس فیصلے کو موصوف نے اس حدیث سے مؤکد کرنے کی ناکام کوشش کی ہے :ـــــ لَا تَقُوْلُوْا مَا شَآءَ اللّٰہُ وَشَآءَ مُحَمَّدٌ وَقُوْلُوْا مَا شَآءَ اللّٰہُ وَحْدَہٗ ـــــ امام الوہابیہ کی یہ المناک بددیانتی ہے کیونکہ اولاً تو حدیث منقطع ہے ثانیاً تقویۃ الایمان میں یہ اشارۃً تک نہیں کیا گیا کہ یہ حدیث منقطع ہے ثالثاً اسی مشکوٰۃ شریف کی جس غیر منقطع حدیث کے ضمن میں اس حدیث کو درج کیا گیا ہے اس میں مَا شَآءَ اللّٰہُ ثُمَّ شَآءَ فُلَانٌ کہنے کی تعلیم دی گئی ہے اس کا ذکر تک نہ کیا، بلکہ اس سے آنکھیں بند کر کے بے خبر لوگوں کی آنکھوں میں دل کھول کر دھول جھونکی ہے۔ رابعاً جب اصل حدیث میں مَا شَآءَ اللّٰہُ ثُمَّ شَآءَ فُلَانٌ موجود ہے تو اس مضمون کو شرکیات میں بیان کرنا کس درجہ ستم ظریفی اور حدیث رسول پر ظلم ہے۔ خامساً غیر منقطع حدیث کو چھوڑ کر منقطع حدیث سے استناد کرنا اور غیر منقطع حدیث کے مضمون کو شرک بتانا نری بددیانتی ہے یا رسول دشمنی بھی؟

Marfat.com

ہاں دوسروں کی مشیت کو ثُمّ کے ساتھ لاسکتے ہیں جو ترتیب اور تراخی کے لئے آتا ہے جبکہ واؤ عاطفہ اشتراک کے لئے موضوع ہے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۲ سادساً غیر منقطع حدیث کی تعلیم مَاشَاءَ اللّٰہُ ثُمَّ شَاءَ فُلَانٌ کو چھپانا اور منقطع حدیث کے الفاظ وَقُوْلُوْا مَاشَاءَ اللّٰہُ وَحْدَہٗ کو پیش کرنے کا باعث رسول دشمنی ہے عشق رسول؟ یہ اطاعت ہے یا بغاوت؟ یہ شرافت ہے یا شرارت؟ یہ توحید بیان کی ہے یا تلبیس؟ یہ ولی اللّٰہی ہے یا بولہبی؟

من آنچہ شرط بلاغ ست با تو میگویم
تو خواہ از سخنم پند گیرد خواہ ملال

؎ مجدد مائہ حاضرہ، امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے امام الوہابیہ، مولوی محمد اسماعیل دہلوی کی اس شرارت کو دریا برد کرنے اور اس کی حقیقت اہل علم پر واضح کرنے کی غرض سے امام الوہابیہ کی صریح خیانت وعیاری سرخی قائم کرکے اس کے تحت فرمایا ہے؛ —— اقول وباللہ التوفیق اولاً —— وہی قدیم لت، وہی پرانی علت کہ دعوے کے وقت آسمان نشین اور دلیل لانے میں اسفل السافلین۔ حدیث میں ہے تو اتنا کہ یوں نہ کہو، وہ شرک کا حکم کدھر گیا؟ ثانیاً: — سخت عیاری ومکاری کی چال چلا۔ مشکوٰۃ شریف کے باب مذکور میں حدیث حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یوں مذکور تھی کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا لَا تَقُوْلُوْا مَاشَاءَ اللّٰہُ وَشَاءَ فُلَانٌ وَلٰکِنْ قُوْلُوْا مَاشَاءَ اللّٰہُ ثُمَّ شَاءَ فُلَانٌ۔ نہ کہو جو چاہے اللہ اور چاہے فلاں بلکہ یوں کہو جو چاہے اللہ پھر چاہے فلاں۔ مشکوٰۃ شریف میں اسے مسند امام احمد وسنن ابی داؤد شریف کی نسبت کرکے فرمایا وَفِی رِوَایَۃٍ مُنْقَطِعًا اور ایک روایت منقطع یعنی جس کی سند نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک متصل نہیں، یوں آئی ہے۔ یہاں وہ روایت شرح السنہ ذکر کی۔ ہوشیار عیار نے دیکھا کہ اصل حدیث تو اس کے دعوئی شرک کو

(بقیہ حاشیہ بذا صفحہ ۲۴ پر ملاحظہ)

Marfat.com

اسی کے مثل ایک حدیث اور بھی ہے کہ کسی خطیب نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور خطبہ پڑھا اور اس میں یہ بھی کہا مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ یَّعْصِہِمَا تو سرورِ کون و مکان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

بِئْسَ خَطِیْبُ الْقَوْمِ اَنْتَ قُمْ[1] تو قوم کا برا خطیب ہے، کھڑا ہو جا۔

اس میں اختلاف ہے کہ آخری لفظ قُمْ (کھڑا ہو جا) یا اِذْھَبْ (یہاں سے چلا جا) فرمایا گیا۔ ابو سلیمان خطابی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ آپ نے اس امر کو پسند نہیں فرمایا تھا کہ اس نے دونوں اسماء کو بطور کنایہ (ھما کی ضمیر میں) جمع کر دیا تھا۔ کیونکہ جمع کر دینے میں برابری پائی جاتی ہے اور باقی حضرات اس جانب گئے ہیں کہ آپ نے یَعْصِہِمَا پر وقف کر دینے کو ناپسند فرمایا تھا لیکن حضرت ابو سلیمان علیہ الرحمہ کا موقف زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے کیونکہ حدیث صحیح میں یہ وارد ہوا ہے کہ وَمَنْ یَّعْصِہِمَا فَقَدْ غَوٰی اور مَنْ یَّعْصِہِمَا پر وقف کرنا مذکور نہیں ہوا ——— مفسرین حضرات اور اصحاب معانی کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ ارشادِ خداوندی :

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ؕ	بیشک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر۔ اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب

بقیہ حاشیہ ص۲۳ :۔ داخل جہنم کیے دیتی ہے اُسے صاف الگ اڑا لے گیا اور فقط یہ منقطع روایت نقل کر لایا۔ کیا یہ سمجھا تھا کہ مشکوٰۃ اہل علم کی نظر سے نہاں ہے؟ نہیں نہیں خوب جانتا تھا کہ مبتدی طالب علم حدیث میں پہلے اسی کو پڑھتا ہے مگر اسے تو بیچارے عوام کو چھلنا مقصود تھا جنھیں علم کی ہوا نہ لگی۔ سمجھ لیا کہ ان پر اندھیری ڈال ہی لوں گا۔ اہل علم نے اور کونسی مانی ہے کہ ابھی معترض ہوں گے۔ (الامن والعلی مطبوعہ لاہور ۱۳۹۶ھ، ص ۲۱۳، ۲۱۴) [1] پارہ ۲۲، سورۂ الاحزاب، آیت ۵۶۔

Marfat.com

سلام بھیجو۔

میں یُصَلُّوْنَ کا مرجع اللہ تعالیٰ اور ملائکہ دونوں ہیں یا نہیں

بعض علمائے کرام نے اسے دونوں جانب جائز قرار دیا ہے۔ جبکہ بعض حضرات ایسا کہنے سے منع کرتے ہیں کیونکہ اسے دونوں جانب راجع ماننے سے شرکت لازم آتی ہے اور انھوں نے اس ضمیر کو فرشتوں کے ساتھ مخصوص کیا ہے اور وہ اس آیت میں یوں مقدر مانتے ہیں اِنَّ اللّٰہَ (یُصَلِّیْ) وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ط

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے بارگاہِ رسالت میں عرض پیش کی کہ یا رسول اللہ! آپ کے فضائل میں سے یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیتے ہوئے فرمایا ہے:۔

مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ [1] — جس نے رسول کا حکم مانا بیشک اس نے اللہ کا حکم مانا۔

اور اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے:۔

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ o [2] — اے محبوب تم فرما دو، لوگو! اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمھیں دوست رکھیگا اور تمھارے گناہ بخشدیگا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

مروی ہے کہ جب یہ آیۂ کریمہ نازل ہوئی تو بعض کفار نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) یہ چاہتے ہیں کہ ہم انھیں اپنا رب مان لیں جیسے نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنا خدا بنا لیا ہے۔ اس پر اللہ رب العزت نے یہ

---

[1] پارہ ۵ سورۃ النساء آیت ۸۰   [2] پارہ ۳ سورۂ آلِ عمران، آیت ۳۱۔

Marfat.com

آیت نازل فرمائی :-

قُلْ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْکٰفِرِیْنَ ○ [1]

تم فرمادو کہ حکم مانو اللہ اور رسول کا پھر اگر وہ منہ پھیریں تو اللہ کو خوش نہیں آتے کافر۔

منکرین شانِ رسالت کو رُسوا کرنے کی خاطر اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اپنی اطاعت کو اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت کے ساتھ ملا کر بیان کیا ہے ——— مفسرین حضرات کے درمیان ام الکتاب یعنی سورۃ الفاتحہ میں مذکورہ :-

اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ [2]

ہم کو سیدھے راستہ پر چلا۔ راستہ اُن کا جن پر تُو نے احسان کیا۔

میں الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ سے مراد کیا ہے؟ ابوالعالیہ تابعی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی سنہ ۹۰ھ) اور امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی سنہ ۱۱۰ھ) فرماتے ہیں کہ صراطِ مستقیم سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، خیارِ اہلِ بیت اور صحابۂ کرام مراد ہیں۔ اس قول کو مذکورہ دونوں حضرات سے امام ابوالحسن ماوردی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی سنہ ۴۵۰ھ) نے نقل کیا ہے۔ اور امام مکی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اِن کے مانند حکایت کی ہے اور فرمایا ہے کہ صراطِ مستقیم سے مراد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کے دونوں بزرگ ساتھی حضرت ابوبکر (المتوفی سنہ ۱۳ھ) اور حضرت عمر (المتوفی سنہ ۲۴ھ) رضی اللہ تعالیٰ عنہما مراد ہیں۔

اسی کے مثل امام ابوللیث نصر بن محمد سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی سنہ ۳۷۳ھ) نے صراطِ مستقیم کی تفسیر میں حکایت کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب یہ تفسیر

---

[1] پارہ ۳، سورۂ آلِ عمران، آیت ۳۲۔ [2] سورۂ الفاتحہ، آیت ۵، ۶

Marfat.com

میں حکایت کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب یہ تفسیر امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو معلوم ہوئی تو انھوں نے فرمایا، خدا کی قسم (ابوالعالیہ رحمۃ اللہ علیہ نے) سچ کہا اور خیرخواہی کی ہے ——— امام ابوالحسن ماوردی رحمۃ اللہ علیہ نے اس قول کی تفسیر کو عبدالرحمٰن بن زید رحمۃ اللہ علیہ سے حکایت کیا ہے اور ابوعبدالرحمٰن سلمی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو ارشادِ باری تعالیٰ ——— فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى کی تفسیر میں بعض عارفین سے حکایت کیا ہے۔ یعنی وہ فرماتے ہیں کہ عُرْوَةِ الْوُثْقٰى۔ مراد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی مراد ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے مراد اسلام ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کا مطلب توحید کی گواہی دینا ہے نیز ارشاد باری تعالیٰ :-

وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ[1] — اگر اللہ کی نعمتیں گنو تو شمار نہ کر سکو گے۔

سہل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تفسیر میں کہا ہے :-

نِعْمَتُهٗ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ (ص۱۸) — خُدا کی نعمت سے مراد محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں فرمایا ہے

وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖۤ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ۝[2] — اور وہ جو سچ لے کر تشریف لائے اور جنھوں نے تصدیق کی یہی ڈر والے ہیں۔

اکثر مفسرین کرام نے اس کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ اَلَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ سے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مراد ہیں جبکہ بعض تو یہاں تک کہتے ہیں کہ صَدَّقَ بِهٖ سے بھی آپ ہی مراد ہیں اور بعض قاریوں نے صَدَقَ کو تخفیف

---

[1] { پارہ ۱۳، سورہ ابراہیم، آیت ۳۴ / پارہ ۱۴، سورہ النحل، آیت ۱۸ }
[2] پارہ ۲۴، سورہ الزمر، آیت ۳۳

Marfat.com

کے ساتھ یعنی صَدَّقَ بِہٖ پڑھا ہے۔ دیگر علمائے کرام فرماتے ہیں کہ صَدَّقَ بِہٖ سے مراد اہلِ ایمان ہیں اور بعض حضرات نے کہا ہے کہ صَدَّقَ بِہٖ سے مراد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جبکہ بعض نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی مراد لیتے ہیں۔ اس سلسلے میں ان کے علاوہ بھی اقوال منقول ہیں ـــــــ

ارشادِ خداوندی؛

اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ[1] سُن لو، اللہ کی یاد ہی میں دلوں کا چین ہے

کی تفسیر میں حضرت ابوالحجاج مجاہد بن جبیر تابعی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی سنہ ۱۲۳ھ) سے مروی کہ ذِکْرُ اللّٰہِ سے مراد حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب ہیں۔

فصل (۲)

آیاتِ قرآنی میں سرکارِ دوعالم کی تصدیق وشہادت

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:-

یٰۤاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا[2]

اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی)! بیشک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر وناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا اور چمکا دینے والا آفتاب۔

---

[1] پارہ ۱۳، سورۂ الرعد، آیت ۲۸۔ [2] پارہ ۲۲، سورۂ الاحزاب، آیت ۴۵، ۴۶

Marfat.com

اس آیت کریمہ میں اللہ جل مجدہٗ نے اپنے حبیب کے عظیم الشان منصب اور اوصافِ جمیلہ کی تعریف میں بہت سی باتوں کو جمع کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اُمت کے لئے آپ کو شاہد یعنی گواہ بنایا ہے کہ خالق و مالک کے جو احکامات مخلوقِ خدا تک پہنچانا آپ کی ذمہ داری تھی وہ آپ نے پہنچا دیئے ہیں (اپنی ذمہ داری کی ادائیگی پر خود آپ کا خدا کی جانب سے گواہ ہونا)، یہ بات نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصائص سے ہے۔

نیز جو آپ کی اطاعت کریں اُن کے لیے خوشخبری دینے والا اور جو آپ کی نافرمانی کریں اُنھیں عذاب الٰہی سے ڈرانے والا بنایا ہے اور آپ توحید و عبادت کی جانب بُلانے والے ہیں اور آپ کو ایسا چمکدار سُورج بنایا ہے جس کے ذریعے راہ ہدایت کا پتہ چلتا ہے۔

ہم سے حدیث بیان کی ابو محمد عتاب نے، اُن سے ابوالقاسم حاتم بن محمد نے، اُن سے ابوالحسن قابسی نے، اُن سے ابو زید مروزی نے، اُن سے ابوعبداللہ محمد بن یوسف نے، اُن سے بخاری نے، اُن سے محمد بن سنان نے، اُن سے فلیح نے، اُن سے ہلال نے عطا بن یسار کے ذریعے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمرو بن العاص رحمۃ اللہ علیہ سے ملا۔ اور اُن سے کہا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعریف اور مدح و ثنا میں کچھ سنایئے۔ اُنھوں نے میری اس خواہش کا احترام کرتے ہوئے فرمایا۔

وَاللّٰهِ عِنْدَهٗ لَمَوْصُوْفٌ فِي التَّوْرٰىةِ بِبَعْضِ صِفَتِهٖ فِي الْقُرْاٰنِ يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا وَّحِرْزًا لِّلْاُمِّيِّيْنَ اَنْتَ

خدا کی قسم توریت میں بھی آپ کی اُن بعض صفات کا ذکر ہے جو قرآن کریم میں مذکور ہیں۔ (توریت میں یہ مضمون ہے) اے غیب کی خبریں دینے بیشک ہم نے

Marfat.com

عَبْدِیْ وَرَسُوْلِیْ سَمَّیْتُكَ الْمُتَوَكِّلُ لَيْسَ بِفَظٍّ وَلَا غَلِيْظٍ وَلَا صَخَّابٍ فِی الْاَسْوَاقِ وَلَا يَدْفَعُ بِالسَّيِّئَةِ وَلٰكِنْ يَعْفُوْا وَيَغْفِرُ وَلَنْ يَّقْبِضَهُ اللّٰهُ حَتّٰى يُقِيْمَ بِهِ الْمِلَّةَ الْعَوْجَاءَ بِاَنْ يَقُوْلُوْا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ يَفْتَحُ بِهٖ اَعْيُنًا عُمْيًا وَّاٰذَانًا صُمًّا وَّقُلُوْبًا غُلْفًا (ص ۱۹)

تمھیں بھیجا ہے حاضر وناظر، خوشخبری دیتا ڈر سناتا ان پڑھوں کی حفاظت کرنے والا تم میرے بندے اور رسول ہو میں نے تمھارا نام متوکل رکھا ہے تم نہ بد اخلاق ہو نہ سنگ دل، نہ بازاروں میں چلانے والے ہو اور نہ برائی کا بدلہ برائی سے دیتے ہو بلکہ معاف کر دیتے ہو۔ اللہ تعالیٰ اُسوقت تک اُن کی روح قبض نہیں کریگا جبتک اُن کے ذریعے بگڑی ہوئی ملت کو درست نہ کر لے اور جب تک وہ یہ نہ کہنے لگیں کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور اُن کے ذریعے اندھی آنکھوں، بہرے کانوں اور غافل دلوں کو کھول دے گا۔

حضرت عبداللہ بن سلام اور حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی اس کے مثل منقول ہے اور بعض دیگر طرق میں بھی۔ ابن اسحاق کی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں :

وَلَا صَخِبٌ فِی الْاَسْوَاقِ وَلَا مُتَزَيِّنٌ بِالْفُحْشِ وَلَا قَوَّالٌ لِلْخَنَا اُسَدِّدُهٗ لِكُلِّ جَمِيْلٍ وَاَهَبُ لَهٗ كُلَّ خُلُقٍ كَرِيْمٍ وَاَجْعَلُ السَّكِيْنَةَ

(میرا محبوب) بازاروں میں چلانے والا نہیں اور نہ وہ فحاشی کو زینت دینے والا ہے نہ کوئی بیہودہ بات کہنے والا میں ہر جمیل قول وفعل سے اُسے آراستہ کردوں گا اور اُسے خلق کریم عطا

Marfat.com

لِبَاسَهٗ وَالْبِرَّ شِعَارَهٗ وَالتَّقْوٰی ضَمِیْرَهٗ وَالْحِکْمَةَ مَعْقُوْلَتَهٗ وَالصِّدْقَ وَالْوَفَآءَ طَبِیْعَتَهٗ وَالْعَفْوَ وَالْمَعْرُوْفَ خُلُقَهٗ وَالْعَدْلَ سِیْرَتَهٗ وَالْحَقَّ شَرِیْعَتَهٗ وَالْهُدٰی اِمَامَهٗ وَالْاِسْلَامَ مِلَّتَهٗ وَاَحْمَدَ اِسْمُهٗ اَهْدِیْ بِهٖ بَعْدَ الضَّلَالَةِ وَاُعَلِّمُ بِهٖ بَعْدَ الْجَهَالَةِ وَاَرْفَعُ بِهٖ بَعْدَ الْخَمَالَةِ وَاُسَمِّیْ بِهٖ بَعْدَ النُّکْرَةِ وَاُکَثِّرُ بِهٖ بَعْدَ الْقِلَّةِ وَاُغْنِیْ بِهٖ بَعْدَ الْعَیْلَةِ وَاَجْمَعُ بِهٖ بَعْدَ الْفُرْقَةِ وَاُؤَلِّفُ بِهٖ بَیْنَ قُلُوْبٍ مُّخْتَلِفَةٍ وَاَهْوَآءٍ مُّتَشَتِّتَةٍ وَاُمَمٍ مُّتَفَرِّقَةٍ وَاَجْعَلُ اُمَّتَهٗ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ۔

(۱۹، ۲۰)

عطا فرماؤں گا۔ میں سکینہ کو اُس کا لباس، بھلائی کو اُس کا شعار، تقویٰ کو اس کا ضمیر، حکمت کو اس کا پیکر، صدق ووفا کو اُس کی طبیعت، عفو واحسان کو اُسکا خلق، عدل کو اسکی سیرت اور حق کو اس کی شریعت بناؤں گا، ہدایت اُس کے آگے ہے، اسلام اُسکی ملت ہے اور اُس کا اسم گرامی احمد ہے میں گمراہی کے بعد اُس کے ذریعے مخلوق کو ہدایت دوں گا، جہالت کے بعد اُس کے ذریعے علم پھیلاؤنگا پستی کے بعد اس کے ذریعے بلند کروں گا، گمنامی کے بعد اُس کے ذریعے مشہور کرونگا۔ قلت کے بعد اُس کے ذریعے کثرت کروں گا محتاجی کے بعد اُس کے ذریعے فارغ البالی عطا فرماؤں گا منتشر ہونے کے بعد لوگوں کو اس کے ذریعے اکٹھا کروں گا۔ بکھرے ہوئے دلوں منتشر خواہشوں اور فرقوں میں بٹی ہوئی اُمتوں کو اس کے ذریعے اکٹھا کروں گا اور اس

Marfat.com

کی امت کو مخلوقِ خدا کی بھلائی کے
لئے سب امتوں سے بہتر بناؤں گا۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خبر دی
کہ توریت میں آپ کی توصیف میں یہ بھی ہے :-

عَبْدِیْ اَحْمَدُ الْمُخْتَارُ مَوْلِدُہٗ بِمَکَّۃَ وَمُہَاجِرُہٗ بِالْمَدِیْنَۃِ اَوْقَالَ طَیْبَۃَ اُمَّتُہُ الْحَمَّادُوْنَ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ۔ (ص۲۰)

میرا خاص الخاص بندہ احمدِ مختار ہے اس کی جائے پیدائش مکۂ معظمہ ہجرت کی جگہ مدینہ منورہ یا طیبہ ہے اس کی اُمت ہر حالت اللہ تعالیٰ کی بہت حمد کرنے والی ہوگی۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے :-

اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَہٗ مَکْتُوْبًا عِنْدَہُمْ فِی التَّوْرٰۃِ وَالْاِنْجِیْلِ یَاْمُرُہُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْہٰہُمْ عَنِ الْمُنْکَرِ وَیُحِلُّ لَہُمُ الطَّیِّبٰتِ وَیُحَرِّمُ عَلَیْہِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَیَضَعُ عَنْہُمْ اِصْرَہُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِیْ کَانَتْ عَلَیْہِمْ ط فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِہٖ وَعَزَّرُوْہُ وَنَصَرُوْہُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْ اُنْزِلَ

وہ جو غلامی کریں گے اس رسول بے پڑھے، غیب کی خبریں دینے والے کی جسے لکھا ہُوا پائیں گے اپنے پاس توارت اور انجیل میں۔ وہ انھیں بھلائی کا حکم دے گا اور برائی سے منع فرمائے گا اور ستھری چیزیں اُن کے لئے حلال فرما دے گا اور گندی چیزیں اُنھیں حرام کرے گا اور اُن پر سے وہ بوجھ اور گلے کے پھندے، جو ان پر تھے، اُتاریگا۔ تو وہ جو اُن پر ایمان لائیں اور اس کی تعظیم کریں اور اُسے مدد دیں اور اُس

Marfat.com

مَعَهٗۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعَاِۨ الَّذِىْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْىٖ وَيُمِيْتُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِىِّ الْاُمِّىِّ الَّذِىْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝ [1]

نور کی پیروی کریں جو اس کے ساتھ اترا وہی بامراد ہوئے۔ تم فرماؤ، اے لوگو! میں تم سب کی طرف اُس اللہ کا رسول ہوں کہ آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اُسی کو ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ جلائے اور مارے۔ تو ایمان لاؤ اللہ اور اُس کے رسول، بے پڑھے غیب بتانے والے پر کہ اللہ اور اُس کی باتوں پر ایمان لاتے ہیں اور ان کی غلامی کرو تاکہ تم راہ پاؤ۔

اور اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توصیف میں یہ بھی فرمایا ہے:۔

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَۖ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِى الْاَمْرِۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِۗ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ۝ [2]

تو کیسی کچھ اللہ کی مہربانی ہے کہ اے محبوب! تم اُن کے لیئے نرم دل ہوئے اور اگر تند مزاج سخت دِل ہوتے تو وہ ضرور تمہارے گرد سے پریشان ہو جاتے۔ تو تم انھیں معاف فرماؤ اور اُن کی شفاعت کرو اور کاموں میں اُن سے مشورہ کرو۔ اور جو کسی بات کا ارادہ پکا کر لو تو اللہ پر بھروسہ کرو بے شک توکل والے اللہ کو پیارے ہیں۔

امام ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان آیات میں اللہ تعالیٰ

[1] پارہ ۹، سورۂ الاعراف، آیت ۱۵۷۔ [2] پارہ ۴، سورۂ آل عمران، آیت ۱۵۹

Marfat.com

نے اپنی مخلوق کو یہ احسان یاد دلایا ہے کہ اس نے اپنے حبیب یعنی سیّدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایسا بنایا ہے کہ وہ مسلمانوں پر بہت ہی مہربانی اور شفقت فرمانے والے ہیں ہر کسی کے ساتھ نرمی سے برتاؤ کرتے ہیں ــــ اگر انھیں بدخلق یا سخت دل بنایا جاتا تو یقیناً لوگ ان کے گرد جمع نہ ہوتے بلکہ متنفر ہو کر دور رہتے لیکن انھیں درگزر فرمانے والا، سخی، نرم دل، خوب صورت خوب سیرت، نیکوکار، اور لطف و کرم فرمانے والا بنایا ہے۔ (اس آیت کی تفسیر میں) ضحاک رحمۃ اللہ علیہ کا قول بھی اسی کے مثل ہے۔

اللہ جل مجدہٗ نے اپنے حبیب کی شان میں یہ بھی فرمایا ہے:۔

وَكَذَالِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ؕ [1]	اور بات یوں ہی ہے کہ ہم نے تمھیں سب امتوں میں افضل کیا کہ تم لوگوں پر گواہ ہو۔ اور رسول تمھارے نگہبان و گواہ۔

ابوالحسن قابسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس آیت مبارکہ میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی افضلیت اور امت محمدیہ کی خصوصیت بیان فرمائی ہے۔ دوسری آیت میں اس امر کو یوں تصریحاً بیان کیا ہے:۔

هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْ قَبْلُ وَفِيْ هٰذَا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا وَتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ ۚ [2]	اللہ تعالیٰ نے تمھارا نام مسلمان رکھا ہے۔ اگلی کتابوں میں اور اس قرآن میں تاکہ رسول تمھارا نگہبان و گواہ ہو اور تم اور لوگوں پر گواہی دو۔

اس سلسلے میں یہ بھی ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

---

[1] پارہ ۲، سورۂ البقرہ، آیت ۱۴۳ [2] پارہ ۱۷، سورۂ الحج، آیت ۷۸

Marfat.com

فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا ؁[1]

تو کیسی ہوگی جب ہم ہر اُمت سے ایک گواہ لائیں اور اے محبوب تمھیں اُن سب پر گواہ و نگہبان بنا کر لائیں۔

مذکورہ بالا آیت میں لفظ وسطاً سے مراد عدلاً خیاراً (عادل، پسندیدہ) ہے اس آیت سے یہ معنی مراد ہیں کہ جس طرح ہم نے تمھیں ہدایت دی ہے اسی طرح مخصوص فرمایا اور تمام امتوں پر فضیلت دی ہے کیونکہ تمھیں بہترین اور عادل اُمت بنایا ہے تاکہ تم انبیاء علیہم السّلام کے اُن کی اُمتوں کے خلاف گواہ بن جاؤ اور تمھارا عظیم الشان رسول تمھارے صدق و صفا کی گواہی دے گا۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ جب اللہ جل جلالہٗ دیگر انبیائے کرام سے پوچھے گا کہ کیا تم نے میرے احکامات میری مخلوق تک پہنچا دیئے تھے؟ تو وہ اثبات میں جواب دیں گے۔ اُن میں سے ہر ایک کی اُمت کہے گی کہ ہمارے پاس تو کوئی (بشیر و نذیر نبی) آیا ہی نہیں تھا۔ اُس وقت اُمتِ محمدیہ بارگاہِ خداوندی میں انبیائے کرام کے بیان کی تصدیق کرے گی اور فخرِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی اُمت کی گواہی کو درست قرار دے کر جملہ انبیائے کرام کے دامنوں کو (مذکورہ الزام) سے پاک کر دیں گے۔

مذکورہ آیت کے معنی میں ایک قول یہ ہے کہ تم اپنے جملہ مخالفین پر حجت ہو اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمھارے اوپر حجت ہیں۔ اس قول کی حکایت ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔

وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؁[2]

اور ایمان والوں کو خوشخبری دو کہ اُن کیلئے اُن کے رب کے پاس سچ

---

[1] پارہ ۵، سورۃ النساء آیت ۴۱۔ [2] پارہ ۱۱، سورۃ یونس، آیت ۲۔

Marfat.com

کا مقام ہے ۔

حضرت قتادہ (المتوفی ۱۱۷ھ)، حضرت امام حسن بصری (المتوفی ۱۱۰ھ)، اور حضرت زید بن اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے قَدَمَ صِدْقٍ کی تفسیر میں فرمایا ہے :-

هُوَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَشْفَعُ (ص ۲۱)

وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں جو شفاعت فرمائیں گے ۔

امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا اس کی تفسیر میں یہ قول بھی ہے کہ قَدَمَ صِدْقٍ سے مراد وہ صدمہ ہے جو عشاق کو اُن کی جُدائی میں برداشت کرنا پڑتا ہے ۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ (المتوفی ۷۴ھ) سے روایت ہے کہ یہ (قَدَمَ صِدْقٍ) شفاعت ہے جو ہمارے نبی سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمائیں گے اور اپنے رب کے حضور وہ سچے شفیع ہیں ۔

سہل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ اس سے مراد وہ رحمت ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی میں ودیعت فرمائی گئی ہے ۔ محمد بن علی ترمذی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۲۵۵ھ) کا قول ہے کہ وہ سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں جو صادقین و صدیقین کے امام، شفیع و مطاع اور بارگاہِ خداوندی کے ایسے سائل ہیں جن کا سوال ضرور پورا فرمایا جاتا ہے ۔

عہ مسلمانوں کا عقیدہ تو یہی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شفیع المذنبین ہیں لیکن امام الوہابیہ مولوی محمد اسمٰعیل دہلوی (المقتول ۱۲۴۶ھ/۱۸۳۱ء) نے اپنی رسوائے زمانہ اور خلافِ دین و ایمان کتاب، تقویۃ الایمان میں عقیدۂ شفاعت کا مذاق اُڑاتے ہوئے شانِ رسالت میں گستاخانہ کلمات لکھتے ہوئے کہہ دیا کہ گویا وہ چوروں کے تھانگی ہیں ۔ اللہ تعالیٰ ایسے دشمنانِ رسول کے شر سے تمام مسلمانوں کو محفوظ رکھے آمین

Marfat.com

ہے۔ اُن کے اس قول کی سلمی رحمۃ اللہ علیہ نے حکایت کیا ہے۔

فصل ۳

قرآن پاک میں حضور اکرم کو خطابات

خاص لطف وکرم کی مظہر آیات میں سے ایک آیۂ کریمہ یہ ہے:۔

عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَتَعْلَمَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ [1]

اللہ تمھیں معاف کرے، تم نے انہیں کیوں اذن دے دیا، جب تک نہ کھلے تھے تم پر سچے اور ظاہر نہ ہوئے تھے جھوٹے۔

ابو محمد مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس بیان کا افتتاح ایسا ہے جس طرح ابتدائے کلام میں (سلاطین اپنے امیروں وزیروں سے) کہتے ہیں کہ اَصْلَحَكَ اللّٰهُ وَ اَعَزَّكَ اللّٰهُ یعنی اللہ تعالیٰ تیری اصلاح کرے اور اللہ تعالیٰ تجھے عزت وآبرو سے رکھے (گویا کلام سے پہلے ایسے کلمات کہنا جو دعا کے قبیل سے ہوں ایسے الفاظ سے مخاطب کرنے والے کی شفقت اور جس کو مخاطب کیا جا رہا ہے اس کے قربِ خاص وعلوِ منصب کا پتہ لگتا ہے)۔

عون بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ آپ کی ظاہری بھول کا ذکر کرنے سے پہلے معافی کا مژدہ سُنا دیا ہے ــــ امام سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے معنی میں بعض حضرات سے حکایت کی ہے کہ:

---

[1] پارہ ۱۰، سورۃ التوبہ، آیت ۴۳۔

Marfat.com

عَافَاكَ اللّٰهُ یَاسَلِیْمَ الْقَلْبِ لِمَ اَذِنْتَ لَھُمْ۔ (ص۲۲)

اے سلیم القلب! اللہ تعالیٰ نے تمھیں معاف فرما دیا تم نے انھیں اجازت ہی کیوں دی؟

یہی امام ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ابتدائے کلام میں یہ کہہ دیا جاتا کہ لِمَ اَذِنْتَ لَھُمْ (تم نے انھیں اجازت ہی کیوں دی)، تو یہ اندیشہ تھا کہ کلام کی ہیبت سے کہیں آپ کا سینۂ مبارک چاک نہ ہو جائے، اسی لیئے خدائے ذوالمنن نے بڑے لطف وکرم کے ساتھ پہلے آپ کو عفو و درگزر کا مژدہ سنایا جس سے آپ کو سکونِ قلب حاصل ہو گیا۔ اور اس کے بعد فرمایا کہ لِمَ اَذِنْتَ لَھُمْ۔ انھیں پیچھے رہنے کی اجازت نہ دیتے بلکہ اُن میں سے ہر ایک کے عذر کی سماعت فرماتے اور ہر ایک کا جھوٹ سچ ظاہر ہونے دیتے (تاکہ اُن کے میلے بہانوں کا راز کھل جاتا)۔

اس طرزِ کلام سے ثابت ہوتا ہے کہ بارگاہِ خداوندی میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وہ عظیم الشان مقام ہے جو کسی صاحبِ عقل و دانش پر پوشیدہ نہیں اس آیۂ مبارکہ کے ذریعے اللہ جل شانہٗ کا اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر وہ لطف وکرم ثابت ہوتا ہے جس کی نہایت معلوم کرنے سے انسان عاجز ہے

امام ابو عبداللہ محمد بن ابراہیم بن محمد نفطویہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اس آیت میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر عتاب فرمایا گیا ہے حالانکہ دامنِ مصطفےٰ اس الزام سے بالکل پاک ہے کیونکہ آپ کو اس فیصلے کا اختیار

؎ اس آیت سے معلوم ہوا کہ نام نہاد مسلمانوں سے چشم پوشی کرنا یا اُن کی دلجوئی کرنا اچھا نہیں بلکہ اُن کی اسلام دشمنی کا راز طشت از بام کرنا موجبِ رضائے الٰہی ہے ہندوؤں اور کمیونسٹوں کے یاروں اور پیاروں سے مسلمانوں کو خبردار رہنا چاہیئے۔

Marfat.com

دیا گیا تھا۔ (بات تو صرف اتنی ہے) کہ جب فخرِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منافقین کو پیچھے رہنے کی اجازت دے دی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتایا کہ منافقین کو اگر اجازت نہ ملتی تب بھی انھوں نے اپنے نفاق کے باعث گھروں میں بیٹھنا تھا اور اب جبکہ اجازت دے دی تو یہ بھی بُرا نہیں کیا ہے۔

فقیہ ابو الفضل قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۵۴۴ھ) توفیق الٰہی سے فرماتے ہیں کہ ہر مسلمان پر واجب ہے کہ رضائے الٰہی حاصل کرنے کی پوری کوشش کرے اور وہ اس طرح کہ اپنے کردار واطوار کی باگ شریعتِ مطہرہ کو بنائے، اپنے اخلاق کو قرآنی آداب سے مزین کرے، قول و فعل اور معاملہ و محاورہ میں بھی قرآنی ادب جلوہ گر نظر آئے، یہی چیز حقیقی معارف کا عنصر اور دینی و دُنیاوی آداب کا گلستان ہے۔

چاہیئے کہ ربّ کائنات سے سوال کرتے وقت اُس عجیب لُطف و کرم کو (جس کا ذکر سطورِ بالا میں لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ کے تحت ہو چکا ہے) یاد رکھے اور اس میں غور کرے، حالانکہ سب پر انعامات کی بارش برسانے والی اُسی کی ذات ہے وہ سب سے مستغنی ہے اور ان فوائد میں بھی غور کرے کہ اُس تبارک و تعالیٰ نے کلام کی ابتدا کس طرح فرمائی کہ عتاب سے پہلے اکرام اور ذنب کے ذکر سے پہلے عفو و درگذر سے مانوس کیا۔ یہ اس صورت میں ہے کہ ایسا کرنا کسی بھی مرحلے پر ذنب شمار کیا جا سکتا ہو ـــــ یہ بھی ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔

وَلَوْلَآ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ لَقَدْ كِدْتَّ تَرْكَنُ اِلَيْهِمْ شَيْئًا قَلِيْلًا ۔ [1]

اور اگر ہم تمھیں ثابت قدم نہ رکھتے تو قریب تھا کہ تم اُن کی طرف کچھ تھوڑا سا جھکتے۔

بعض متکلمین کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دیگر انبیائے کرام صلوات اللہ تعالیٰ

---

[1] پارہ ۱۵، سورہ بنی اسرائیل، آیت ۷۴

Marfat.com

علیہم پر لغزشوں کے بعد خطاب فرمایا اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر لغزش سے واقع ہونے سے پہلے ہی عتاب فرمایا گیا تاکہ اس کے باعث وہ لغزش سے کوسوں دور رہیں اور شرائط محبت کی پوری طرح حفاظت کر سکیں ——— یہ بات انتہائی نگاہِ عنایت کی غماز ہے غور تو فرمایئے کہ اللہ جل مجدہٗ نے پہلے آپ کے ثبات وسلامتی کا تذکرہ کیا اور اس کے بعد اُس امر کا ذکر فرمایا جس پر عتاب کیا جا رہا ہے اور جس کی جانب مائل ہونے کا خدشہ ہو سکتا تھا (سبحان اللہ!) اثنائے عتاب میں خود آپ کی برأت کا اعلان کیا جا رہا ہے اور وادیٔ تخویف میں آپ کو محفوظ و مامون اور سلامت باکرامت رکھا جا رہا ہے ——— اسی کے مثل ارشادِ خداوندی یہ بھی ہے :۔

قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَيَحْزُنُكَ	ہمیں معلوم ہے کہ تمھیں رنج دیتی ہے
الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ فَاِنَّهُمْ لَا	وُہ بات جو یہ کہہ رہے ہیں تو وہ تمھیں
يُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ	نہیں جھٹلاتے۔ بلکہ ظالم اللہ کی آیتوں
بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ۝ لہ	سے انکار کرتے ہیں۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (المتوفی ۴۰ھ) فرماتے ہیں کہ ابوجہل نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ ہم آپ کو نہیں جھٹلاتے بلکہ اُس چیز کے منکر ہیں جو آپ ہمارے پاس لے کر (قرآنِ کریم) آئے ہیں اُس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیہ کریمہ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ نازل فرمائی تھی۔

یہ بھی روایت ہے کہ جب قوم نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تکذیب کی تو ان کے اس طرزِ عمل سے آپ کو بڑا دکھ ہُوا۔ اُس وقت آپ کی بارگاہ میں حضرت جبریل علیہ السلام حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے :۔ یا رسول اللہ!

لہ پارہ ۷، سورۃ الانعام، آیت ۳۳۔

Marfat.com

آپ کو کس بات سے دُکھ پہنچا ہے؟ ــــــ فرمایا، میری قوم نے مجھے جھٹلایا ہے ــــــ یہ عرض گزار ہوئے، یا رسول اللہ! کیا واقعی وہ جانتے ہیں کہ آپ سچے رسُول ہیں؟ ــــــ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیۂ کریمہ نازل فرمائی تھی۔

(قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ) اِس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تسلی و تشفی کے لئے بڑا لطیف طریقہ اختیار فرمایا ہے اور بڑے لطف و کرم سے مخاطب کیا ہے کیونکہ آپ کا صادق ہونا تو (کفار کے نزدیک بھی) مسلمہ ہے لہٰذا وہ اِس امر کو جھٹلا نہیں سکتے جب کہ آپ کے صِدق کا وہ اپنی زبانوں سے اقرار کرتے اور دل سے اعتقاد رکھتے ہیں۔ حتّٰی کہ اعلانِ نبوت سے پہلے آپ کو وہ امین تسلیم کرتے اور اِس صفت سے موصوف ٹھہراتے رہے ہیں ــــــ اِس تقریر سے اللہ تعالیٰ نے آپ کے دِلی صدمہ کو رفع فرما دیا جو کفار کے کذب و افترا کے باعث پیدا ہو گیا تھا پھر اللہ تعالیٰ نے ان دیدہ دانستہ انکار کرنے والوں کو ظالم قرار دیتے ہوئے فرمایا وَلٰکِنَّ الظّٰلِمِیْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ یَجْحَدُوْنَ ۝ اور ادھر آپ کو الزامات سے بری کیا تو اِدھر آیاتِ الٰہیہ کا انکار کرنے والوں کی گردنوں میں عناد کا طوق ڈال دیا کیونکہ حقیقت میں ایسا کرنا بہت بڑا ظلم ہے کہ ایک چیز کا علم رکھتا ہو اور جان بوجھ کر اس کا انکار کر دے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔

وَجَحَدُوْا بِہَا وَاسْتَیْقَنَتْہَآ اَنْفُسُہُمْ ظُلْمًا وَّعُلُوًّا ط [1]

اور ان کے منکر ہوئے اور ان کے دلوں میں اِن کا یقین تھا ظلم اور تکبر سے۔

---

[1] پارہ ۱۹، سورۂ النمل، آیت ۱۴۔

Marfat.com

پھر اس موقع پر گزشتہ انبیائے کرام کا ذکر کر کے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تسلی و تشفی دی ہے اور نصرت کا وعدہ فرمایا ہے جیسا کہ اس ارشاد باری تعالیٰ میں ہے:۔

وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا عَلٰى مَا كُذِّبُوْا وَاُوْذُوْا حَتّٰى اَتٰاهُمْ نَصْرُنَا ۚ وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۚ وَلَقَدْ جَآءَ مِنْ نَّبَاِى الْمُرْسَلِيْنَ ۝[2]

اور تم سے پہلے رسول جھٹلائے گئے تو انھوں نے صبر کیا اُس جھٹلانے پر اور ایذائیں پانے پر، یہاں تک کہ انھیں ہماری مدد آئی اور اللہ کی باتیں بدلنے والا کوئی نہیں اور تمھارے پاس رسولوں کی خبریں آ ہی چکی ہیں۔

جنھوں نے یُکَذِّبُوْنَکَ کو ذال کی تخفیف کے ساتھ پڑھا ہے اُن کے نزدیک اِس ارشادِ گرامی کا مطلب یہ ہُوا کہ وہ لوگ تمھیں جھوٹا نہیں پاتے اور امام فرّاء و امام کسائی رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک مطلب یہ ہے کہ اے حبیب! وہ کب کہتے ہیں کہ تم جھوٹے ہو —— یہ بھی مطلب بیان کیا گیا ہے کہ نہ تمھارے جھوٹ پر وہ استدلال کر سکتے ہیں اور نہ کوئی ایسی بات ثابت ہی کر سکتے ہیں —— جن حضرات نے یُکَذِّبُوْنَکَ کو ذال کی تشدید کے ساتھ پڑھا ہے اُن کے نزدیک معنی یہ ہے کہ وُہ جھوٹ کی جانب تمھاری نسبت تو نہیں کرتے۔ اِس کا مطلب یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ وُہ تمھارے کذب کا عقیدہ تو نہیں رکھتے۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جو خصائص بیان ہوئے اور جن کے

---

[2] پارہ ۷، سورۂ الانعام، آیت ۳۴

Marfat.com

ذریعے اللہ تعالیٰ نے آپ کو معزز و مکرم فرمایا ہے اُن میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیائے کرام علیہم السلام کو اُن کے نام لے کر مخاطب کیا ہے یعنی فرمایا:۔ یَآ اٰدَمُ ـــــ یَآ نُوْحُ ـــــ یَآ اِبْرٰهِیْمُ یَا مُوْسٰی ـــــ یَا دَاوٗدُ ـــــ یَآ عِیْسٰی ـــــ یَا زَکَرِیَّا ـــــ یَا یَحْیٰی لیکن نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مخاطب نہیں کیا مگر القاب کے ساتھ یعنی یَآ اَیُّهَا الرَّسُوْلُ ـــــ یَآ اَیُّهَا النَّبِیُّ ـــــ یَآ اَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ یَآ اَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ وغیرہ

فصل (۴)

قرآن پاک میں حضور کی زندگی کی قسم

چنانچہ اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔

لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِیْ سَكْرَتِهِمْ یَعْمَهُوْنَ ۝ ؎ اے محبوب! تمہاری جان کی قسم بیشک وہ اپنے نشہ میں بھٹک رہے ہیں۔

تمام مفسرین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اس آیت میں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدتِ حیات کی قسم یاد فرمائی گئی ہے۔ عمر کا عین اگرچہ اصل میں مضموم ہوتا ہے لیکن کثرتِ استعمال کے باعث مفتوح ہوگیا ہے۔ اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ اے محمد! تمہاری بقا کی قسم ـــــ اور یہ بھی کہا

؎ پارہ ۱۴، سورۂ الحجر، آیت ۷۲

Marfat.com

گیا ہے کہ تمہارے موجود ہونے کی قسم ——— اور یہ بھی قول ہے کہ تمہاری حیات کی قسم ——— یہ تعظیم کا انتہائی درجہ اور بغایت اعزاز و اکرام ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی چھوٹی یا بڑی چیز ایسی پیدا نہیں فرمائی جو اس کے نزدیک سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ[ع] معزز و مکرم ہو اور میں نے نہیں سنا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے سوا کسی دوسرے کی زندگی کی قسم کھائی ہو۔

ابو الجوزا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علاوہ اور کسی کی زندگی کی قسم نہیں کھائی کیونکہ آپ ہی اللہ تعالیٰ کے نزدیک ساری مخلوق سے بزرگ تر ہیں ——— اور یہ بھی ارشادِ باری تعالیٰ جل شانہ ہے:۔

یٰسٓ ۝ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِیْمِ ۝ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝ [1]	یٰس۔ حکمت والے قرآن کی قسم، بے شک تم سیدھی راہ پر بھیجے گئے ہو۔

لفظ یٰسٓ کے معنی میں مفسرین کا اختلاف ہے۔ ابو محمد مکی رحمۃ اللہ علیہ نے حکایۃً بیان کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک میرے دس نام ہیں، جن میں سے دو[2]

---

[1] پارہ ۲۲، سورۂ یٰسین، آیت ۱ تا ۴۔

[ع] لیکن امام الوہابیہ، مولوی محمد اسمٰعیل دہلوی کی رسول دشمنی ملاحظہ ہو کہ ان کے نزدیک چمار ساری مخلوق سے معزز و مکرم ہے اور ساری مخلوق وہ چھوٹی ہو یا بڑی خدا کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے۔ موصوف کے اپنے لفظ یہ ہیں:۔ "اور یہ یقین جان لینا چاہیے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے۔" (تقویۃ الایمان، مطبوعہ اشرف پریس لاہور، ص ۴۳)

Marfat.com

نام طٰہٰ اور یٰسین ہیں۔

ابوعبدالرحمٰن سلمی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۴۱۲ھ) نے امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حکایت کی ہے کہ لفظ یٰسین سے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یا سید کہہ کر خطاب کرنا مراد ہے ـــــ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اس لفظ کے ذریعے فخر دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یہ کہا گیا ہے کہ اے انسانِ کامل! ـــــ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ قسم ہے اور اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ سے ایک ہے ـــــ زجاج رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اس سے یا محمد مراد ہے ـــــ بعض نے فردِ اکمل اور کسی نے انسانِ کامل بھی معنی بتایا ہے۔ امام محمد بن الحنفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ یٰسین کا معنی یا محمد ہے۔

کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ لفظ یٰسین قسم ہے اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کی پیدائش سے دو ہزار سال پہلے قسم کھائی تھی کہ محمد! بیشک تم زمرۂ مرسلین سے ہو اور اس کے بعد فرمایا کہ حکمت والے قرآن کی قسم، تم ضرور گروہِ مرسلین سے ہو۔

اگر تسلیم کر لیا جائے کہ یہ لفظ اسماء النبی سے ہے یا اس کا قسم ہونا درست مان لیا جائے، دونوں صورتوں میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وہ تعظیم پائی جاتی ہے جس کا اوپر ذکر ہو چکا ہے اور دوسری قسم کا اس پر معطوف ہونا قسم کو مزید مؤکد کر رہا ہے اور اگر اسے ندا کے لئے مانا جائے تب بھی اس کے بعد قسم موجود ہے جس سے آپ کی رسالت کا تحقق ہو رہا ہے اور آپ کے ہادیٔ برحق ہونے کی شہادت دی جا رہی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کا اسمِ گرامی اور آپ کی کتاب مقدس کی قسم کھا کر فرمایا ہے کہ تم ضرور گروہِ مرسلین سے ہو اور وحیٔ الٰہی کو اس کے بندوں تک

Marfat.com

پہنچاتے ہو اور اپنے پیغمبرانہ ایمان کے ذریعے صراطِ مستقیم پر ہو یعنی ایسے راستے پر جو جس میں نہ کوئی کجی ہے اور نہ حق سے عدول پایا جاتا ہے۔

نقاش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوا کسی نبی کی رسالت پر اپنی کتاب میں قسم نہیں کھائی اور اس میں فخرِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی غایت درجہ تعظیم و تکریم پائی جاتی ہے۔

اور اس تاویل کا تو کہنا ہی کیا، جو کہا گیا ہے کہ لفظ یٰسٓ سے مراد یا سید ہے اس میں تو آپ کی صریح تعظیم موجود ہے جیسا کہ فخرِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود فرمایا ہے کہ میں آدم علیہ السلام کی ساری اولاد کا سردار ہوں۔ اور یہ فخر کے طور پر نہیں کہتا — یہ بھی ارشادِ باری تعالیٰ ہے :-

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۝ وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۝ وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ ۝ [1]

مجھے اس شہر کی قسم کہ اے محبوب تم اس شہر میں تشریف فرما ہو اور تمہارے باپ ابراہیم کی قسم اور اس کی اولاد کی کہ تم ہو۔

اس کی تفسیر میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ تمہارے چلے جانے کے بعد میں اس شہر کی قسم نہیں کھاتا۔ اس معنی کی حکایت امام مکی رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے — یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس میں لا زائد ہے اور مطلب یہ ہے کہ مجھے اس شہر کی قسم اور تمہیں اس شہر میں رہنا حلال ہے یا جو کچھ تم اس شہر میں کرو وہ حلال ہے — اور دونوں تفسیروں کے مطابق اس شہر سے مراد مکہ معظمہ ہے۔

امام واسطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں تمہارے اس شہر کی قسم یاد فرماتا ہوں جسے تم اپنے قدوم میمنت لزوم سے نوازو گے اور اپنی حیات و ممات

[1] پارہ ۳۰، سورۂ البلد، آیت ۱ تا ۳۔

Marfat.com

کی برکت سے جسے مشرف کروگے۔ اُس شہر سے مراد مدینہ منورہ ہے ـــــــ (قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ) پہلا قول زیادہ صحیح ہے (یعنی اُس شہر سے مراد مکہ معظمہ ہے) کیونکہ یہ سورۃ مکی ہے اوراس کے بعد والا کلام حلّ بِهٰذَا الْبَلَدِ قولِ اوّل کی تصحیح کر رہا ہے ـــــــ اور اسی کے مثل ارشادِ باری تعالیٰ: وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ کی تفسیر میں ابنِ عطاء رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی اقامت و تشریف کے باعث آپ کی جائے قیام کو امان والی بنا دیا۔ جہاں آپ تشریف فرما ہوں وہی جگہ امان والی ہے کیونکہ یہ وابستہ ہے۔ فخرِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی سے ـــــــ اس کے بعد وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ ○ فرمایا ہے۔ جس نے والد سے حضرت آدم علیہ السلام مراد لئے ہیں تو یہ (حضرت ابوالبشر کی) عمومِ ابوّت کے باعث ہے اور بعض حضرات کا یہ قول ہے کہ والد سے مراد حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں اور وَمَا وَلَدَ سے انشاء اللہ تعالیٰ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف اشارہ ہے۔

اس سورت (البلد) میں دو مقام پر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قسم کا ذکر ہے۔ اللہ جلّ مجدہٗ نے اس سلسلے میں یہ بھی فرمایا ہے:۔

الٓمّٓ ○ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ○[1]

الٓمّٓ۔ وہ بلند رتبہ کتاب (قرآن) کوئی شک کی جگہ نہیں، اس میں ہدایت ہے ڈر والوں کو۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ یہ (الٓمّٓ) حروفِ اقسام سے ہیں۔ جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے قسم کھائی ہے۔ ان

[1] پارہ پہلا، سورۃ البقرہ۔ آیت ۱، ۲۔

Marfat.com

کے اور ان کے علاوہ دوسرے حضرات کے اور اقوال بھی اس کی تفسیر میں ہیں
حضرت سہل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس میں الف سے مراد اللہ تعالیٰ ہے، لام سے جبرئیل علیہ السلام اور میم سے سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔ امام سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس قول کی حکایت کی ہے لیکن انھوں نے حضرت سہل تستری رحمۃ اللہ علیہ کی جانب اسے منسوب نہیں کیا ہے اور یہ معنی بتائے ہیں کہ اللہ عزوجل نے جبرئیل امین کے ذریعے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اس قرآنِ کریم کو نازل کیا ہے جس میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے۔

وجہ اول کے لحاظ سے کہ اس میں قسم کا احتمال ہے، مطلب یہ ہوگا کہ یہ کتاب (قرآنِ کریم) حق ہے جس میں کوئی شک شبہ نہیں ہے (وجہ دوم کے لحاظ سے) اس میں یہ فضیلت پائی جاتی ہے کہ اللہ رب العزت نے اپنے نام کے ساتھ اپنے حبیب کے نام کو ملایا ہے جس کی تفصیل بیان کی جا چکی ہے۔

ابن عطار رحمۃ اللہ علیہ نے قٓ ۚ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ[1] کی تفسیر میں کہا ہے کہ قسم ہے مجھے اپنے حبیب محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قوتِ قلب کی، جس نے اپنے پروردگار کے خطاب اور مشاہدے کا تحمل کیا اور اپنے حال کی بلندی کے باعث بے حال نہ ہوئے۔

ایک قول یہ ہے کہ وہ (قٓ) قرآنِ کریم کا ایک نام ہے — یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا نام ہے — یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ

[1] پارہ ۲۶، سورۂ قٓ، آیت پہلی۔

؎ اسی لئے تو کہا گیا ہے:۔ موسیٰ ز ہوش رفت بیک پرتو صفات
تو عین ذات می نگری در تبسمی

Marfat.com

ایک پہاڑ ہے جس نے ساری زمین کو گھیرا ہوا ہے ۔۔۔ اِن کی تفسیر میں ان کے علاوہ اور بھی کئی اقوال ہیں۔

امام جعفر صادق بن امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى[1] کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ اِس سے مُراد حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ اَلنَّجْمِ سے مراد حضرت رسالتمآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قلبِ مُبارک ہے اور هَوٰى سے مُراد اُس کا انوارِ الٰہیہ سے بھر جانا ہے اور بعض نے کہا کہ غیر اللہ سے منقطع ہو جاتا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ وَالْفَجْرِ ۝ وَلَيَالٍ عَشْرٍ[2] ۝ کی تفسیر میں ابن عطاء رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ اَلْفَجْرِ سے مراد محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں کیونکہ ایمان کے چشمے آپ سے پھوٹتے ہیں

فصل ۵

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کے نام کی قسم کھاتا ہے

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔

وَالضُّحٰى ۝ وَاللَّيْلِ اِذَا سَجٰى	چاشت کی قسم اور رات کی جب پردہ
مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ۝	ڈالے کہ تمھیں تمھارے رب نے نہ
وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ۝	چھوڑا اور نہ مکروہ جانا اور بیشک پچھلی
وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ	تمھارے لئے پہلی سے بہتر ہے اور

[1] پارہ ۲۷، سورۃ النجم، آیت پہلی۔ [2] پارہ ۳۰ سورۃ الفجر، آیت ۲،۱۔

Marfat.com

فَتَرْضٰی ○ اَلَمْ یَجِدْكَ یَتِیْمًا فَاٰوٰی ○ وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰی ○ وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰی ○ فَاَمَّا الْیَتِیْمَ فَلَا تَقْهَرْ ○ وَ اَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ○ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ○ [1]

بیشک قریب ہے تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔ کیا اس نے تمہیں یتیم نہ پایا، پھر جگہ دی اور تمہیں اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی۔ اور تمہیں حاجت مند پایا، پھر غنی کر دیا۔ تو یتیم پر دباؤ نہ ڈالو اور منگتا کو نہ جھڑکو اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔

اس سورت کے سبب نزول میں علماء کا اختلاف ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی عذر کے باعث قیام لیل ترک کیا ہوا تھا تو اس موقع پر کسی شخص نے اس بارے میں چبھتی ہوئی بات کہہ دی
ایک قول یہ ہے کہ چند روز وحی بند رہی اور اس کے پیش نظر مشرکین طرح طرح کی باتیں کرنے لگے، جن کی زبان بندی کے لئے یہ سورت نازل ہوئی۔

امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم اور قدر و منزلت کو چھ وجہ سے ظاہر کیا ہے :۔

وجہ اول :۔ اللہ تعالیٰ نے حالتِ محبوبؐ کی خبر دیتے ہوئے فرمایا :۔ وَالضُّحٰی وَاللَّیْلِ اِذَا سَجٰی ○ یعنی دوپہر اور رات کے رب کی قسم یا دوپہر جیسے چمکتے ہوئے روشن چہرے والے اور رات کی طرح سیاہ زلفوں والے محبوب کے رب کی قسم۔ (باری تعالیٰ کے اپنی قسم کھا کر یقین دلانے میں، نبی کریم صلی اللہ

---

[1] پارہ ۳۰، سورۃ والضحیٰ۔

Marfat.com

تعالیٰ علیہ وسلم کی غایت درجہ فضیلت و کرامت ظاہر ہوتی ہے۔

وجہ دوم۔ بارگاہ خداوندی میں جو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عظیم منصب اور انتہائی قدر و منزلت ہے اس کو مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ۝ سے ظاہر کیا کہ نہ تمھیں خدا نے چھوڑا ہے اور نہ وہ تم سے ناراض ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ تمھیں ساری مخلوق سے چُن لینے کے بعد کیسے چھوڑا جاسکتا ہے۔

وجہ سوم۔ ارشاد باری تعالیٰ وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ۝ کی تفسیر میں ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ آخرت میں تمھارا مقام دنیاوی منصب کی نسبت اظہارِ کرامت و بزرگی کے باعث زیادہ معظم ہوگا ـــــ حضرت سہل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ چونکہ آخرت میں شفاعت و مقامِ محمود کو تمھارے لیئے مخصوص کر دیا گیا ہے۔ اس لیئے دنیاوی زندگی سے تمھاری اُخروی زندگی زیادہ بہتر ہوگی۔

وجہ چہارم۔ فرمانِ خداوندی :۔ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ۝ یہ آیت کریمہ وجوہِ کرامت، انواعِ سعادت اور دونوں جہانوں کے انعاماتِ کثیرہ کی جامع ہے ـــــ ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ دُنیا میں تمھیں کامیابی دے کر اور آخرت میں ثواب دے کر راضی کر لیا جائے گا ـــــ بعض کا قول ہے کہ شفاعت و حوض کو ترحمت فرما کر راضی کر لیا ہے۔

فخرِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعض شہزادوں سے روایت ہے کہ قرآنِ کریم کی اِس آیت سے بڑھ کر ڈھارس بندھانے والی آیت اور کوئی نہیں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہرگز راضی نہیں ہوں گے اگر آپ کا ایک اُمتی بھی دوزخ میں رہ گیا۔

وجہ پنجم۔ اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے یہاں تک اپنے ان انعامات اور

Marfat.com

لطف وکرم کا ذکر فرمایا ہے۔ جن کی آپ پر بارش ہوتی رہی۔ اس کے آگے عظیم الشان منصب تک پہنچانے اور آپ کے ذریعے مخلوق کو ہدایت دینے کا ذکر ہے (جیسا کہ ان کی تفسیر میں مختلف اقوال ہیں)۔ نیز اس امر کا ذکر فرمایا ہے کہ آپ کے پاس مال نہ تھا تو مال دے کر غنی کر دیا یا آپ کے قلب مبارک کو قناعت استغنا سے بھرپور کر دیا اور آپ کو یتیم پایا تھا تو آپ کے چچا (جناب ابوطالب) کو آپ پر مہربان کر کے اُن کے پاس ٹھکانا مرحمت فرما دیا

اس کی تفسیر میں ایک قول یہ ہے کہ:۔

اَلَمۡ یَجِدۡكَ فَهَدٰی بِكَ	کیا تمھیں ایسی حالت میں نہ پایا کہ
ضَآلًا وَ اَغۡنٰی بِكَ عَآئِلًا	تمھارے ذریعے گمراہ کو ہدایت دی،
وَ اٰوٰی بِكَ یَتِیۡمًا (ص ۲۹)	کنگال کو غنی کیا اور یتیم کو ٹھکانا بخشا۔

یہ بات تفاسیر سے معلوم ہو چکی ہے کہ جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے حبیب کو اُن کے بچپن میں بے یار و مددگار نہ چھوڑا، جو بظاہر کس مپرسی اور یتیمی کا زمانہ تھا، تو ساری مخلوق سے چُن لینے اور اپنا حبیب بنا لینے کے بعد کس طرح چھوڑا جا سکتا ہے۔

وجہ ششم۔ اللہ جل مجدہٗ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ جن انعامات سے تمھیں نوازا گیا ہے ان کا اظہار کرو اور جس عالی منصب پر تمھیں فائز کیا ہے، اس کی شکر گزاری کے طور پر لوگوں میں خوب نشر و اشاعت کرو۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔ وَاَمَّا بِنِعۡمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثۡ ؀ کیونکہ نعمت کا بیان کرنا بھی شکر گزاری ہے۔ یہ امر حضور علیہ السلام کے لئے خاص اور امتِ محمدیہ کے لئے عام ہے —— نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مذکورہ فضیلت کے اظہار میں یہ بھی ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

Marfat.com

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰىۙ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ
وَمَا غَوٰى ۝ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰىؕ
اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰى ۝ عَلَّمَهٗ
شَدِیْدُ الْقُوٰى ۝ ذُوْ مِرَّةٍؕ فَاسْتَوٰىۙ
وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى ۝ ثُمَّ دَنَا
فَتَدَلّٰى ۝ فَكَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ
اَوْ اَدْنٰى ۝ فَاَوْحٰۤى اِلٰى عَبْدِهٖ
مَاۤ اَوْحٰى ۝ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ
مَا رَاٰى ۝ اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا
یَرٰى ۝ وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰىۙ
عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى ۝ عِنْدَهَا
جَنَّةُ الْمَاْوٰى ۝ اِذْ یَغْشَى
السِّدْرَةَ مَا یَغْشٰى ۝ مَا زَاغَ
الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى ۝ لَقَدْ رَاٰى
مِنْ اٰیٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى ۝ ؎

اس پیارے چمکتے تارے محمدؐ کی قسم،
جب یہ معراج سے اترے، تمہارے
صاحب نہ بہکے، نہ بے راہ چلے۔ اور
اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں
کرتے۔ وہ تو نہیں مگر وحی جو انھیں کی جاتی
ہے۔ انھیں سکھایا سخت قوتوں والے
طاقتور نے۔ پھر اس جلوہ نے قصد فرمایا
اور وہ آسمانِ بریں کے سب سے بلند
کنارے پر تھا۔ پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا،
پھر خوب اتر آیا، تو اس جلوے اور اس
محبوب میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس
سے بھی کم۔ اب وحی فرمائی اپنے بندے
کو جو وحی فرمائی۔ دل نے جھوٹ نہ کہا جو
دیکھا۔ تو کیا تم ان سے ان کے دیکھے ہوئے
پر جھگڑتے ہو اور انھوں نے تو جلوہ دوبار
دیکھا سدرۃ المنتہیٰ کے پاس، اس کے
پاس جنت الماویٰ ہے جب سدرہ پر
چھا رہا تھا جو چھا رہا تھا۔ آنکھ نہ کسی طرف
پھری نہ حد سے بڑھی۔ بیشک اپنے رب
کی بہت بڑی نشانیاں دیکھیں۔

؎ پارہ ۲۷، سورۃ النجم، آیت ۱ تا ۱۸

Marfat.com

ارشادِ باری تعالیٰ وَالنَّجْمِ کی تفسیر میں مفسرین کا اختلاف ہے ــــــ ایک قول یہ ہے کہ نجم اپنے ظاہری معنی میں ہے ــــــ دوسرا قول یہ ہے کہ اس سے قرآنِ کریم مُراد ہے کیونکہ یہ بھی نَجْمًا نَجْمًا (آہستہ آہستہ) نازل ہُوا تھا ــــــ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ اس سے سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مراد ہیں ــــــ سہل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ اس سے مراد قلبِ مصطفےٰ ہے ــــــ اور ارشادِ باری تعالیٰ:- وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ ٥ وَمَا اَدْرٰكَ مَا الطَّارِقُ النَّجْمُ الثَّاقِبُ ٥ میں بھی نجم سے سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذاتِ بابرکات مراد ہے۔ اس قول کی حکایت امام ابو عبدالرحمٰن السلمی رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے۔

یہ آیات (سورۃ النجم کی) فخرِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اتنے فضائل و کمالات بیان کر رہی ہیں۔ جن کا تفصیلی شمار زبان و بیان کی طاقت سے باہر ہے اللہ جل مجدہٗ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہادی ہونے کی قسم یاد فرمائی ہے نیز آپ کے نفسانی خواہشات سے پاک اور صدق و امانت سے مالا مال ہونے پر قسم کھائی اور ذکر فرمایا کہ جو کچھ یہ تلاوت کرتے ہیں وہ یقیناً وحیِ الٰہی ہے۔ جبرئیل علیہ السلام نے جو بڑی قوت و امانت والے ہیں اس کلام کو اللہ ربُّ العزت کی طرف سے اِن تک پہنچایا ہے اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے نبیِ آخر الزمان، سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اُس فضیلت کا ذکر فرمایا جو آپ کو معراج و اسریٰ کے ذریعے عطا فرمائی تھی اور سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچنے کا ذکر فرمایا، نگاہِ مصطفےٰ کی شایانِ شان داد دی اور حبیبِ پروردگار نے دستِ قدرت کے جن کمالات و نشانات کا معائنہ کیا، اللہ تعالیٰ نے ان کا ذکر فرمایا ــــــ

ــــ اس واقعہ معراج کے ابتدائی حالات سورۃ بنی اسرائیل میں بھی مذکور ہوئے ہیں

Marfat.com

فخرِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر عالمِ جبروت سے جو کچھ منکشف ہوا۔ اور عالمِ ملکوت کے جن عجائبات کا آپ نے مشاہدہ فرمایا زبان و قلم اُن کے احاطے سے قاصر ہیں اور عقلیں ان کے سننے اور سمجھنے سے عاجز ہیں اسلئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان کا ذکر اشارے کنائے کے طور پر فرمایا ہے جو فخامت اور عظمتِ امر کی دلیل ہے۔ اسی لئے تو ارشادِ خداوندی ہوا:۔ فَاَوْحٰۤی اِلٰی عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰی ٥

اس قسم کے کلام کو اہلِ فصاحت و بلاغت نے وحی و اشارہ سے موسوم کیا ہے اور ان کے نزدیک ایسا کلام ایجاز کے میدان میں سب سے بلیغ شمار ہوتا ہے ـــــ فرمانِ خداوندی:۔ لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰی ٥

یعنی آپ کی جانب وہ باتیں وحی فرمائی گئیں جن کے سمجھنے سے عقلیں عاجز ہیں اور آپ نے قدرتِ الٰہیہ کی ان بڑی بڑی نشانیوں کو دیکھا جن کو سمجھتے وقت عقل کے پلّے سوائے حیرت کے کچھ نہیں پڑے گا۔

ابو الفضل قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ آیات اس بات کو ظاہر کرتی ہیں کہ اس سیر میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے سائرِ لامکان شہنشاہِ دوجہاں حبیب الرحمٰن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علیٰ وجہ الکمال تزکیہ فرمایا اور اس کی جملہ آفات سے آپ کو محفوظ و مامون رکھا اور آپ کے قلبِ اطہر، زبان مبارک اور جوارح مقدسہ کا تزکیہ بھی فرمایا تھا، جیسا کہ قلبِ انور کے متعلق فرمایا ہے:۔

ـــــ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی ٥ اور زبانِ مصطفٰے کے بارے میں فرمایا:۔ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی ٥ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ يُّوْحٰی ٥ ـــــ نگاہ مصطفٰے کے بارے میں ارشاد ہے:۔ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی ٥

ـــــ توصیف مصطفٰے میں اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے:۔ فَلَاۤ اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ ٥ الْجَوَارِ تو قسم ہے ان کی جو الٹے پھریں سیدھے

Marfat.com

الْكُنَّسِ ۝ وَالَّيْلِ إِذَا عَسْعَسَ ۝ وَالصُّبْحِ إِذَا تَنَفَّسَ ۝ إِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ۝ ذِيْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِيْنٍ ۝ مُّطَاعٍ ثَمَّ أَمِيْنٍ ۝ وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُوْنٍ ۝ وَلَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِيْنِ ۝ وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ ۝ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطٰنٍ الرَّجِيْمٍ ۝

چلیں، تھم رہیں اور رات کی جب پیٹھ دے اور صبح کی جب دم لے بیشک یہ عزت والے رسول کا پڑھنا ہے جو قوت والا ہے مالک عرش کے حضور عزت والا۔ وہاں اُس کا حکم مانا جاتا ہے۔ امانت دار ہے اور تمہارے صاحب مجنون نہیں۔ اور بیشک انہوں نے اُسے روشن کنارا پر دیکھا اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں اور قرآن مردود شیطان کا پڑھا ہُوا نہیں۔

لَآ اُقْسِمُ سے مراد ہے کہ میں قسم یاد فرماتا ہُوں کہ ایسے ممتاز پیغام رساں کا پہنچایا ہُوا کلام ہے جو باری تعالیٰ کے نزدیک منصب رفیع پر فائز ہے اور وحیِ الٰہی کو پہنچانے کی ذمہ داری کا بار اٹھانے کی پوری پوری طاقت رکھتا ہے اور اپنے رب کے حکم سے ایک اعلیٰ مقام پر حکم کے انتظار میں قیام پذیر رہتا ہے سماوی مخلوق اُس کی اطاعت گزار ہے اور وحی کے معاملے میں وہ انتہائی ذمہ دار اور امین ہے۔

حضرت علی بن عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ حضرات فرماتے ہیں کہ یہاں رَسُوْلٍ کَرِیْمٍ سے سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مراد ہیں، لہٰذا آگے جتنے بھی اوصاف مذکور ہُوئے ہیں وہ سب سرورِ کون و مکان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جانب ہی راجع ہوں گے ــــــ بعض دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ یہاں رَسُوْلٍ کَرِیْمٍ سے حضرت جبرئیل علیہ السلام مراد ہیں تو اس بنا پر جتنے اوصاف

Marfat.com

آگے بیان ہوئے ہیں وہ سب اِن کی جانب منسوب ہوں گے ——— اور وَلَقَدْ رَاٰهُ کی تفسیر میں دُو قول ہیں :۔

قِیْلَ رَاٰی رَبَّهٗ وَ قِیْلَ رَاٰی جِبْرِیْلَ فِیْ صُوْرَتِهٖ (ص ۳۲)

ایک قول یہ ہے کہ آپ نے اپنے رب کو دیکھا اور دُوسرا قول یہ ہے کہ حضرت جبرئیل کو ان کی اصلی صورت میں دیکھا ۔

اور ارشادِ باری تعالیٰ وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِظَنِيْنٍ ○ سے مراد یہ ہے کہ میرا حبیب غیب کے بارے میں متہم نہیں ہے اور جس نے اس لفظ (بِظَنِيْنٍ) کو ضاد کے ساتھ (بِضَنِيْنٍ) پڑھا ہے کہ حبیب خُدا غیبی علوم واحکام کی تعلیم وتذکیر میں کسی بخل سے کام نہیں لیتے اور اس بات پر جملہ مفسرین کا اتفاق ہے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صفت بیان فرمائی گئی ہے توصیفِ مصطفےٰ میں یہ بھی ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔

نٓ ○ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ○ مَا اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ○ وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ ○ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ○ فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُوْنَ ○ بِاَيِّكُمُ الْمَفْتُوْنُ ○ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ

قلم اور ان کے لکھے کی قسم تم اپنے رب کے فضل سے مجنون نہیں اور ضرور تمہارے لئے بے انتہا ثواب ہے اور بے شک تمہاری خو بُو بڑی شان کی ہے۔ تو اب کوئی دم جاتا ہے کہ تم بھی دیکھ لو گے اور وہ بھی دیکھ لیں گے کہ تم میں کون مجنون تھا۔ بیشک تمہارا رب

ے۔ یعنی اُن پر چھپا رکھنے کا الزام عائد نہیں ہو سکتا کیونکہ جن علوم غیبیہ کا تعلق بتانے سے ہے اُنکے بتانے میں وہ کسی بخل سے کام نہیں لیتے بلکہ شب و روز دوسروں کو اُن پر مطلع کرتے رہتے ہیں۔

Marfat.com

سَبِیْلِہٖ وَھُوَ اَعْلَمُ بِالْمُھْتَدِیْنَ ۝ فَلَا تُطِعِ الْمُکَذِّبِیْنَ ۝ وَدُّوْا لَوْ تُدْھِنُ فَیُدْھِنُوْنَ ۝ وَلَا تُطِعْ کُلَّ حَلَّافٍ مَّھِیْنٍ ۝ ھَمَّازٍ مَّشَّآءٍۭ بِنَمِیْمٍ ۝ مَّنَّاعٍ لِّلْخَیْرِ مُعْتَدٍ اَثِیْمٍ ۝ عُتُلٍّۭ بَعْدَ ذٰلِکَ زَنِیْمٍ ۝ اَنْ کَانَ ذَا مَالٍ وَّبَنِیْنَ ۝ اِذَا تُتْلٰی عَلَیْہِ اٰیٰتُنَا قَالَ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ ۝ سَنَسِمُہٗ عَلَی الْخُرْطُوْمِ ۝ [1]

خوب جانتا ہے جو اس کی راہ سے بہکے اور وہ خوب جانتا ہے جو راہ پر ہے۔ تو جھٹلانے والوں کی بات نہ سننا وہ تو اس آرزو میں ہیں کہ کسی طرح تم نرمی کرو تو وہ بھی نرم پڑ جائیں۔ اور ہر ایسے کی بات نہ سننا جو بڑا قسمیں کھانے والا، ذلیل، بہت طعنے دینے والا، بہت ادھر اُدھر کی لگاتا پھرنے والا، بھلائی سے بڑا روکنے والا، حد سے بڑھنے والا گنہگار، درشت خو۔ اس سب پر طرہ یہ کہ اس کی اصل میں خطا اس پر کہ کچھ مال اور بیٹے رکھتا ہے۔ جب اُس پر ہماری آیتیں پڑھی جائیں کہتا ہے کہ اگلوں کی کہانیاں ہیں۔

سورت کی ابتدا میں یہ اللہ جل مجدہٗ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پاکدامنی پہ عظیم قسم یاد فرمائی ہے۔ کفار چونکہ آپ کی جانب بعض عیوب کی نسبت کر کے تکذیب و تحقیر اور دل آزاری کیا کرتے تھے۔ لہٰذا یہاں رضائے محبوب کی خاطر حسنِ خطاب اور کمالِ شفقت کا اظہار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا :- مَآ اَنْتَ بِنِعْمَۃِ رَبِّکَ بِمَجْنُوْنٍ ۝ یہ کلام بلحاظ مخاطبہ محبت سے لبریز اور محاورے کی رُو سے ادب و احترام کا آخری درجہ ہے۔

---

[1] پارہ ۲۹، سورۃ القلم، آیت ۱ تا ۱۴

Marfat.com

اس کے بعد اللہ رب العزت نے اُن دائمی نعمتوں اور غیر منقطع ثواب کا ذکر فرمایا۔ جن سے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ممتاز فرمایا ہے اور جو حد و شمار سے باہر ہیں لیکن اس کے باوجود منعمِ حقیقی نے اپنے محبوب پر احسان نہیں جتلایا۔ بلکہ مزید مژدہ جانفزا سُناتے ہوئے فرمایا :- اِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ ٥ پھر ان انعامات کے ذریعے آپ کی تعریف و توصیف فرمائی۔ اپنے انعامات کی وُسعت اور مقامِ محبوب کی عظمت کا مکمل اظہار کرنے کی غرض سے اسے دو حرفوں سے مؤکد کر کے فرمایا :- اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ٥

بعض حضرات نے اس کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ آپ کا اخلاق قرآن کریم ہے، جبکہ بعض نے اس کی تفسیر فطرتِ سلیمہ سے کی ہے۔ بعض فرماتے ہیں کہ آپ کی منزلِ مقصود اللہ رب العزت کی ذات ہے ـــــ امام واسطی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ سرورِ کون و مکان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جس طرح انعاماتِ الٰہیہ کی قدر کی، اللہ تعالیٰ نے اس پر آپ کی توصیف کی اور اس عظیم الشان شکر گزاری کے سبب آپ کو دوسروں پر فضیلت دی اور ایسا کیوں نہ ہوتا جبکہ خُلقِ عظیم کو آپ کی سرشت بنا دیا گیا تھا۔

پاکی ہے اُس محسنِ حقیقی کے لئے جو خود ہی لطف و کرم فرماتا، احسان اکرام سے نوازتا، نیکی کو اپنے بندے کے لئے آسان کر کے اُس کی جانب راغب کرتا ہے اور پھر نیکی کو اختیار کر لینے پر اپنے بندے کو بہتر جزا عطا فرماتا اور تعریف کرتا ہے۔ پاک اور قابلِ حمد و ستائش ہے وہ ذات جس نے اپنی نعمتوں کو اتنا عام اور اپنے فضل و کرم کو اس درجہ وسیع کر دیا ہے۔ اس کے بعد اپنا وعدہ پورا کر دکھانے کی تسلی دی جو انجامِ کار آپ کی کامیابی اور کفار کے عذاب کے بارے میں تھا۔ چنانچہ فرمایا :- فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُوْنَ ٥

Marfat.com

اِن تین آیات میں اللہ تعالیٰ نے توصیفِ مصطفےٰ بیان کرکے ساتھ ہی دشمنِ مصطفےٰ کی مذمت فرمائی اور اُس کی بد خلقی کا ذکر فرمایا ہے۔ بارگاہِ رسالت کے گستاخ کے عیوب بیان کرکے پروردگارِ عالم نے اپنے محبوب کی تعریف کی اور آپ کے فضل و کمال کا اظہار فرمایا۔ اس مقام پر دس سے زیادہ بُری عادتوں کے ساتھ اُس گستاخ (ولید بن مغیرہ) کی مذمت کی گئی ہے۔ اس (مذمت والے) بیان کی ابتدا فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِيْنَ سے ہوتی ہے اور انتہا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ پر۔ پھر اس سلسلے کو اس کی بدبختی اور بُرے خاتمے کی سچی وعید پر ختم کرتے ہوئے فرمایا

۱۔ سَنَسِمُهٗ عَلَى الْخُرْطُوْمِ۔

اللہ جلّ مجدہٗ کا آپ کی مدد کرنا سرورِ کون و مکان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خود اپنی مدد سے زیادہ اہم و اتم ہے اور اللہ ربّ العزّت نے جو گستاخِ رسول کا رد فرمایا، یہ اُس ردّ و تردید سے زیادہ بلیغ و اہم ہے جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خود کرتے کیونکہ اس سے آپ کی کتابِ فضل و کمال میں ایک نرالے باب کا اضافہ ہُوا ہے (کہ بندے کا دفاع مالک نے خود فرمایا)۔

فصل ۔ ۴ ۔ اپنے حبیب پر شفقت و اکرام کا اظہار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے :۔

طٰهٰ ۝ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ	اے محبوب! ہم نے یہ قرآن اس لیے
الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى ۝ ۱	تم پر نہیں اتارا کہ تم مشقت میں پڑو۔

اِس (طٰهٰ) کی تفسیر میں ایک قول یہ ہے کہ یہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسماء سے ایک اسم ہے ـــــ دوسرا قول یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا ایک اسم ہے ـــــ تیسرا قول یہ ہے کہ اس کا معنی یَا رَجُلُ ہے ـــــ چوتھا

---

۱ پارہ ۱۶، سورۃ طٰهٰ، آیت ۲۔

Marfat.com

قول یہ ہے کہ اِس سے یا اِنسان مُراد ہے ـــــ پانچواں قول یہ ہے کہ یہ حروفِ مُقطّعات سے ہے جن کے معانی اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے اور اس کا رسُول (جل جلالہٗ، وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

امام واسطی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ اِس سے یا طَاهِرُ یا هَادِیْ مراد ہے (یہ چھٹا قول ہُوا) ـــــ ساتواں قول یہ ہے کہ طَئِی سے امر کا صیغہ ہے اور ھَا کنایہ ہے زمین سے، تو مطلب یہ ہُوا کہ زمین پر دونوں قدم رکھ کر (قیامِ لیل میں) کھڑے ہُوا کرو اور ایک قدم پر کھڑے رہ کر اپنی جان کو مشقت میں نہ ڈالو۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ۔ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى ؀

اِن آیات کا شانِ نزول یہ ہے کہ سرورِ کون و مکان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شب بیداری اور قیامِ لیل میں بڑی محنت و مشقت سے کام لے رہے تھے، اِس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں ـــــ قاضی ابو عبد اللہ محمد بن عبد الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے قاضی ابو الولید الباجی علیہ الرحمۃ سے اجازت لی اور اپنی سند کے ساتھ بیان کیا کہ ہم سے حدیث بیان کی حافظ ابو ذر نے، اُن سے ابو محمد حموی نے، اُن سے ابراہیم بن خریم شاشی نے، اُن سے عبد بن حمید نے، اُن سے ہاشم بن قاسم نے، اُنھوں نے جعفر بن ربیع سے سُنی اور اُنھوں نے انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ۔ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب قیام فرمایا کرتے تو ایک پیر پر کھڑے رہتے۔ اُس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ وحی نازل کی کہ اے حبیب! اپنے دونوں قدموں سے زمین کو مشرف فرمایا کرو۔ ہم نے تم پر اس لئے قرآن کریم نازل نہیں کیا ہے کہ تم مشقت میں پڑ جاؤ۔

Marfat.com

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جس اکرام اور حسن ِ معاملہ کا اظہار فرمایا ہے وہ ظاہر و باہر ہے. قطعاً پوشیدہ نہیں. اگر ہم لفظ طٰہٰ کو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسمائے گرامی سے شمار کریں جیسا کہ مفسرین کا ایک قول یہ بھی ہے یا اس کو قسم شمار کریں تو پھر بھی یہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اعزاز و اکرام کی بات ہوئی ۔ —— ایسی ہی شفقت کا مظاہرہ قرآن کریم کی اس آیۂ مبارکہ میں ہے :۔

فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا ۔[1]

تو کہیں تم اپنی جان پر کھیل جاؤ گے، اُن کے پیچھے، اگر وہ اس بات پر ایمان نہ لائیں، غم سے ۔

ایسا ہی یہ ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔

لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۝[2]

کہیں تم اپنی جان پر کھیل جاؤ گے اُن کے غم میں کہ وہ ایمان نہیں لائے ۔

اور اُن تکذیب کرنے والوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا تھا ۔

اِنْ نَّشَاْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ اٰيَةً فَظَلَّتْ اَعْنَاقُهُمْ لَهَا خَاضِعِيْنَ ۝[3]

. اگر ہم چاہیں تو آسمان سے اُن پر کوئی نشانی اتاریں کہ اُن کے اونچے اونچے اُس کے حضور جھکے رہ جائیں ۔

اور اسی تسلی و دلجوئی کے باب سے یہ ارشادِ باری تعالیٰ بھی ہے :۔

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ

تو علانیہ کہہ دو، جس بات کا تمھیں حکم

---

[1] پارہ ۱۵، سورۂ الکہف، آیت ۶ ۔ [2] پارہ ۱۹، سورۂ الشعراء، آیت ۳

[3] پارہ ۱۹، سورۂ الشعراء، آیت ۴ ۔

Marfat.com

الْمُشْرِكِيْنَ ۝ اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يَجْعَلُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝ وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُوْلُوْنَ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ۝ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ۝ [1]

ہے اور مشرکوں سے مُنہ پھیر لو بیشک ان ہنسنے والوں پر ہم تمھیں کفایت کرتے ہیں۔ جو اللہ کے ساتھ دوسرا معبود ٹھہراتے ہیں، تو اب جان جائیں گے اور بیشک ہمیں معلوم ہے کہ اُن کی باتوں سے تم دِل تنگ ہوتے ہو، تو اپنے رب کو سراہتے ہُوئے اُس کی پاکی بولو اور سجدہ والوں میں ہو اور مرتے دم تک اپنے رب کی عبادت میں رہو۔

اور اسی طرح یہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔

وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ [2]

اور ضرور اے محبوب! تم سے پہلے رسولوں کے ساتھ بھی ٹھٹھا کیا گیا، تو وہ جو اُن سے ہنستے تھے اُن کی ہنسی انھیں کو لے بیٹھی۔

امام مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اِس طرح تسلی دے کر اور دلجوئی کر کے اللہ تعالیٰ نے اس بوجھ کو ہلکا کر دیا ہے۔ جو مشرکین کی ایذاء اور تمسخر کے باعث فخرِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قلبِ اطہر پر پڑتا رہتا تھا۔ اور ساتھ ہی آپ پر یہ بھی ظاہر کر دیا کہ اگر یہ لوگ بغض عناد کے باعث اسی ڈگر پر چلتے رہے تو ان پر بھی اُسی طرح عذاب آسکتا ہے۔ جس طرح پہلی اُمتوں پر عذاب نازل ہُوا۔ —— اور اسی تسلی کے قبیل سے یہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔

[1] پارہ ۱۴، سورۃ الحجر، آیت ۹۴ تا ۹۹۔ [2] پارہ ۷، سورۃ الانعام، آیت ۱۰

Marfat.com

وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ [1] اور اگر یہ تمھیں جھٹلائیں تو بیشک تم سے پہلے کتنے ہی رسول جھٹلائے گئے۔

اور اس آیہ کریمہ میں بھی ایسی ہی دلجوئی فرمائی گئی ہے :-

كَذٰلِكَ مَآ اَتَى الَّذِيْنَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا قَالُوْا سَاحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ [2] یونہی جب ان سے اگلوں کے پاس کوئی رسول تشریف لایا تو یہی بولے کہ جادوگر ہے یا دیوانہ۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اُمم سالقہ کے تلخ جوابات اور نازیبا گفتگو کا ذکر فرمایا ہے جو انھوں نے اپنے انبیائے کرام کو بھی اسی طرح تنگ کیا جاتا تھا۔ لہٰذا کفارِ مکہ کا یہ سلوک کوئی نئی بات نہیں ہے۔ پھر آپ کے دل کو خوش کرنے کی غرض سے آپ کی جانب سے عذر بیان کرتے ہوئے فرمادیا کہ :-

فَتَوَلَّ عَنْهُمْ فَمَآ اَنْتَ بِمَلُوْمٍ [3] تو اے محبوب تم اُن سے مُنہ پھیر لو تم پر کچھ الزام نہیں۔

یعنی تم ان کافروں کی جانب سے اعراض فرمالو اور احکام الٰہیہ پہنچانے کی تمھاری جو ذمہ داری ہے جب تم سے اپنے فرض کی ادائیگی میں ذرا بھی کوتاہی واقع نہیں ہوئی۔ تو تمھیں کوئی ملامت کر ہی نہیں سکتا۔ — اور اسی طرح کی دلجوئی میں یہ ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَاِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا [4] اور اے محبوب! تم اپنے رب کے حکم پر ٹھہرے رہو کہ بیشک تم ہماری نگہداشت

---

[1] پارہ ۲۲، سورہ فاطر، آیت ۴ [2] پارہ ۲۷، سورہ الذاریات، آیت ۵۲

[3] پارہ ۲۷، سورہ الذاریت، آیت ۵۴۔

[4] پارہ ۲۷، سورہ الطور، آیت ۴۸۔

Marfat.com

میں ہو۔

یعنی اے محبوب! کافروں کی ایذاؤں پر صبر کرو۔ کیونکہ ہماری نگاہِ کرم ہمیشہ تمہاری جانب رہتی ہے۔ اور ہماری حفاظت تمہارے لئے کافی ہے۔

—— اور بھی کتنی آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب، سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مستقیم کی تسلی دی اور دلجوئی فرمائی ہے۔

حضور کے دوسرے انبیا کے مقابلہ میں مناصب و مدارج

فصل۔ ۷ ۔ اس فصل میں اُن آیات کا بیان ہوگا جن میں اللہ تعالیٰ نے یہ بتایا ہے کہ فخرِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قدر و منزلت اور مقام و منصب دیگر انبیاء کرام سے بڑھ کر ہے۔ چنانچہ ارشادِ خداوندی ہے:۔

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ۝ فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝[1]

اور یاد کرو، جب اللہ نے پیغمبروں سے اُن کا عہد لیا، جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں۔ پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اُس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اُس کی مدد کرنا۔ فرمایا کیا تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا۔ سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا۔ فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ۔ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں۔ تو

---

[1] پارہ ۳، سورہ آلِ عمران، آیت ۸۱۔

Marfat.com

جو کوئی اس کے بعد پھرے تو وہی
فاسق ہیں ۔

امام ابوالحسن قابسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ فخرِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جس فضیلتِ عظمیٰ کے ساتھ نوازا گیا ہے اُس سے کسی دوسرے کو مشرف نہیں فرمایا گیا۔ جیسا کہ اس آیہ کریمہ میں مذکور ہے بعض مفسرین کا قول ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے عہد لیا تھا کہ جب بھی وہ کسی نبی کے پاس وحی لے کر جائے تو اس کے سامنے نبی آخر الزمان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر کرے اور ان کے فضائل وکمالات بیان کرنے کے بعد اس نبی سے یہ عہد لے کہ اگر وہ احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پائے تو اُن پہ ایمان لانا ہوگا۔ بعض مفسرین یہ بھی فرماتے ہیں کہ حضرات انبیائے کرام علیہم السلام سے یہ بھی عہد لیا گیا کہ وہ اپنی اپنی قوم کے سامنے نبی آخر الزمان

ع مجدد مایۂ حاضرہ، امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۴۰ھ/ ۱۹۲۱ء) نے اسی میثاق انبیاء پہ بحث کرتے ہوئے یہ ایمان افروز نکتے بھی بیان کئے ہیں ــــــ "اَقول وباللہ التوفیق۔ پھر یہ بھی دیکھنا ہے کہ اس مضمون کو قرآنِ عظیم نے کس قدر مہتم بالشان ٹھہرایا ہے اور طرح طرح سے مؤکد فرمایا۔ اوّلاً۔ انبیاء علیہم السلام معصومین ہیں، زنہار حکمِ الٰہی کا خلاف اُن سے محتمل نہیں۔ کافی تھا کہ رب تبارک وتعالیٰ بطریقِ امر اُنھیں ارشاد فرماتا، اگر وہ نبی تمہارے پاس آئے اس پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا، مگر اس قدر پر اکتفا نہ فرمایا، بلکہ اُن سے عہد وپیمان لیا۔ یہ عہد عہدِ اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کے بعد دوسرا پیمان تھا، جیسے کلمہ طیبہ میں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے ساتھ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ، تاکہ ظاہر ہو کہ تمام ماسوائے اللہ پہ پہلا فرض ربوبیتِ الٰہیہ کا اذعان ہے پھر اس کے برابر رسالتِ محمدیہ پر ایمان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وبارک وشرف وبجل وعظم۔ ثانیاً۔ اس عہد کو لامِ قسم سے مؤکد فرمایا لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ جس طرح نوابوں سے (باقی اگلے صفحے پر)

Marfat.com

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اوصاف بیان کر کے اس بات کا عہد لیں کہ وہ اپنے بعد والوں کو فضائل مصطفےٰ سے آگاہ کرتے اور حبیب پروردگار کے خطبے پڑھتے رہیں گے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) بیعت سلاطین پر قسمیں لی جاتی ہیں۔ امام سبکی فرماتے ہیں کہ شاید سوگند بیعت اسی آیت سے ماخوذ ہوئی ہے۔ ثالثاً۔ نون تاکید۔ رابعاً۔ وہ ثقیلہ لاکر ثقل تاکید کو اور دوبالا فرمایا۔ خامساً۔ یہ کمال اہتمام ملاحظہ کیجیے کہ حضرات انبیاء ابھی جواب نہ دینے پائے کہ خود ہی تقدیم فرما کر پوچھتے ہیں ءَ اَقْرَرْتُمْ" کیا تم اس امر پر اقرار لاتے ہو؟ یعنی کمال تعجیل و تسجیل مقصود ہے۔ سادساً اس قدر پر بھی بس نہ فرمائی بلکہ ارشاد ہوا۔ وَ اَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِیْ۔ خالی اقرار نہیں بلکہ اس پر میرا بھاری ذمہ لو۔ سابعاً۔ عَلَیْہِ یا عَلٰی ھٰذَا کی جگہ عَلٰی ذٰلِکُمْ فرمایا کہ بُعد اشارت دلیل عظمت ہو۔ ثامناً۔ اور ترقی ہوئی کہ فَاشْھَدُوْا ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ۔ حالانکہ معاذ اللہ اقرار کر کے مکر جانا اُن پاک مقدس جنابوں سے معقول نہ تھا۔ تاسعاً۔ کمال یہ ہے کہ فقط اُن کی گواہیوں پر اکتفا نہیں ہوئی بلکہ ارشاد فرمایا وَ اَنَا مَعَکُمْ مِّنَ الشّٰھِدِیْنَ۔ میں خود بھی تمہارے ساتھ گواہوں سے ہوں۔ عاشراً۔ سب سے زیادہ نہایت کار یہ ہے کہ اس قدر عظیم جلیل تاکیدوں کے بعد باآنکہ انبیاء کو عصمت عطا فرمائی، یہ سخت شدید تہدید بھی فرمادی گئی کہ فَمَنْ تَوَلّٰی بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔ اب جو اس اقرار سے پھرے گا، فاسق ٹھہرے گا۔ اللہ اللہ، یہ وہی اعتنائے تام و اہتمام تمام ہے جو باری تعالیٰ کو اپنی توحید کے بارے میں منظور ہوا کہ ملائکہ معصومین کے حق میں ارشاد فرماتا ہے وَ مَنْ یَّقُلْ مِنْھُمْ اِنِّیْ اِلٰہٌ مِّنْ دُوْنِہٖ فَذٰلِکَ نَجْزِیْہِ جَھَنَّمَ کَذٰلِکَ نَجْزِی الظّٰلِمِیْنَ o

(باقی اگلے صفحے پر ملاحظہ ہو)

Marfat.com

ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُوْلٌ کے مخاطب وہ اہلِ کتاب ہیں جو سرورِ کون و مکان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں موجود تھے۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم سے حضرت عیسیٰ تک جملہ انبیائے کرام علیہم السلام سے یہ عہد لیا کہ اگر وہ اپنی زندگی میں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا زمانہ پائیں تو انھیں نبی آخر الزمان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ضرور ایمان لانا ہوگا اور ضرور اُن کی مدد کرنا ہوگی، نیز اپنی اپنی امت سے بھی اس بات کا عہد لینا ہوگا۔ امام سدی اور حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہما سے بھی اسی کے مثل مروی ہے کہ اس آیت میں فخرِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کتنے ہی فضائل بیان فرمائے گئے ہیں جن میں سے ایک فضیلت وہ ہے جو اس آیۂ کریمہ نے بیان فرمائی ہے:-

---

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) جو اُن میں سے کہیگا میں اللہ کے سوا معبود ہوں، اُسے ہم جہنم کی سزا دیں گے، ہم ایسی ہی سزا دیتے ہیں ستمگاروں کو۔ گویا ارشاد فرماتے ہیں جس طرح ہمیں ایمان کے جزوِ اوّل لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا اہتمام ہے یونہی جزوِ دوم مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ سے اعتنائے تام ہے۔ میں تمام جہان کا خدا کہ ملائکہ بھی میری بندگی سے سر نہیں پھیر سکتے اور میرا محبوب سارے عالم کا رسول و مقتدا! کہ انبیاء و مرسلین بھی اس کی بیعت و خدمت کے محیط دائرہ میں داخل ہوئے ۔ ۔ ۔ ۔ اس سے بڑھ کر حضور کی سیادتِ عامہ و فضیلتِ تامہ پر کونسی دلیل درکار ہے۔ وَلِلّٰہِ الْحُجَّۃُ الْبَالِغَۃُ۔

(تجلی الیقین، مطبوعہ مراد آباد، ص ۸ تا ۱۰)

؏ معلوم نہیں ہمارے معروف معاصر، عالیجناب مودودی صاحب کو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اس میثاقِ انبیاء سے متعلقہ فضیلتِ عامہ و سیادتِ تامہ سے کیا چڑ ہے اور اُن کے دل میں وہ کونسا چھپا ہوا چور ہے جو انھیں اس فضیلت

Marfat.com

وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُوحٍ وَإِبْرٰهِيمَ وَمُوسٰى وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۖ وَأَخَذْنَا مِنْهُمْ مِيثَاقًا غَلِيظًا ۝١

اور اے محبوب! یاد کرو جب ہم نے نبیوں سے عہد لیا اور تم سے اور نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ بن مریم سے اور ہم نے اُن سے گاڑھا عہد لیا۔

اور دوسرے مقام پر یوں فرمایا ہے:۔

إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا — بیشک اے محبوب ہم نے تمہاری طرف

---

۱ پارہ ۲۱، سورہ الاحزاب، آیت ۷۔

(بقیہ حاشیہ صـ۶۸)۔ کے تسلیم کرلے سے باز رکھتا ہے۔ چنانچہ انھوں نے ساری اُمت کے برخلاف پہلے تو اس فضیلت کو سارے انبیاء پر تقسیم کیا ہے پھر مزید ترقی کرتے ہوئے، جو شخص بھی، فرما کر اسے غیر انبیاء میں بھی بانٹ دیا۔ گویا وہ فضیلت جو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوا کسی دوسری عظیم سے عظیم تر ہستی کو بھی حاصل نہ ہوئی۔ اُس کا حاصل ہونا مودودی صاحب اپنی جانب سے سارے انبیاء کیلئے مان رہے ہیں۔ بلکہ غیر انبیاء تک کے لئے اس کا حصول تسلیم کر رہے ہیں لیکن اسے اُس نبی کی تخصیص ماننے پر وہ تیار نہیں جس نبی کا وہ کلمہ پڑھتے اور جس نبی کے وہ اُمتی کہلاتے ہیں۔ موصوف کا تفسیری نوٹ ملاحظہ ہو۔ —— "مطلب یہ ہے کہ ہر پیغمبر سے اس امر کا عہد لیا جاتا رہا ہے —— اور جو عہد پیغمبر سے لیا گیا ہو وہ لامحالہ اُس کے پیروؤں پر بھی آپ سے آپ عائد ہو جاتا ہے کہ جو نبی ہماری طرف سے اُس دین کی تبلیغ و اقامت کیلئے بھیجا جائے جس کی تبلیغ و اقامت پر تم مامور ہوئے ہو اسکا تمھیں ساتھ دینا ہوگا۔ اُس کے ساتھ تعصب نہ برتنا، اپنے آپ کو دین کا اجارہ دار نہ سمجھنا، حق کی مخالفت نہ کرنا۔ بلکہ جہاں جو شخص بھی ہماری طرف سے

(باقی حاشیہ اگلے صفحے پر)

Marfat.com

اِلٰی نُوْحٍ وَّالنَّبِیّٖنَ مِنْۢ بَعْدِہٖ ۚ وَ
اَوْحَیْنَآ اِلٰٓی اِبْرٰھِیْمَ وَاِسْمٰعِیْلَ
وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ
وَعِیْسٰی وَاَیُّوْبَ وَیُوْنُسَ وَ
ھٰرُوْنَ وَسُلَیْمٰنَ ۚ وَاٰتَیْنَا
دَاوٗدَ زَبُوْرًا ۚ وَرُسُلًا قَدْ
قَصَصْنٰھُمْ عَلَیْکَ وَرُسُلًا
لَّمْ نَقْصُصْھُمْ عَلَیْکَ ۭ وَ
کَلَّمَ اللّٰہُ مُوْسٰی تَکْلِیْمًا ۝
رُسُلًا مُّبَشِّرِیْنَ وَمُنْذِرِیْنَ
لِئَلَّا یَکُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَی
اللّٰہِ حُجَّۃٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِ ۭ وَ
کَانَ اللّٰہُ عَزِیْزًا حَکِیْمًا ۝
لٰکِنِ اللّٰہُ یَشْھَدُ بِمَآ اَنْزَلَ
اِلَیْکَ اَنْزَلَہٗ بِعِلْمِہٖ ۚ وَالْمَلٰۗئِکَۃُ
یَشْھَدُوْنَ ۭ وَکَفٰی بِاللّٰہِ
شَھِیْدًا ۝ ؎

وحی بھیجی۔ جیسے وحی نوح اور اس کے بعد پیغمبروں کو بھیجی۔ اور ہم نے ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق اور یعقوب اور ان کے بیٹوں اور عیسٰی اور ایوب اور یونس اور ہارون اور سلیمٰن کو وحی کی اور ہم نے داؤد کو زبور عطا فرمائی۔ اور رسولوں کو جن کا ذکر آگے ہم تم سے فرما چکے اور اُن رسولوں کا جن کا ذکر تم سے نہ فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے موسٰی سے حقیقتاً کلام فرمایا۔ رسول.. خوشخبری دیتے اور ڈر سناتے کہ رسولوں کے بعد اللہ کے یہاں لوگوں کو کوئی عذر نہ رہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔ لیکن اے محبوب! اللہ اس کا گواہ ہے جو اس نے تمہاری طرف اپنے علم سے اتارا ہے اور فرشتے گواہ ہیں اور اللہ کی گواہی کافی۔

؎ پارہ ۶، سورۃ النساء۔ آیت۔ ۱۶۳

(بقیہ حاشیہ ص ۶۹) حق کا پرچم بلند کرنے کے لئے اٹھایا جائے۔ اُس کے جھنڈے تلے جمع ہو جانا۔"

(تفہیم القرآن، جلد اول، طبع یازدہم، ص ۲۶۹)۔

Marfat.com

حضرت عمر ابن الخطابؓ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسی بات پر گریہ فرما رہے تھے تو میں عرض گزار ہُوا ، یا رسول اللہ صلی تعالیٰ علیہ وسلم ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ، گریہ فرمانے کی کیا وجہ ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک آپ کا منصب ، رفیع یہ ہے کہ اُس نے اگرچہ آپ کو جملہ انبیائے کرام کے بعد مبعوث فرمایا لیکن آپ کے ذکر کو سب پر مقدم رکھا ہے ۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے :۔ وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِيْمَ .... اور اللہ رب العزت کی بارگاہ میں آپ کی فضیلت اس درجے کی ہے کہ جہنم میں عذاب پانے والے دوزخی بھی یوں پکار اٹھیں گے یٰلَيْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ٥ (کاش ! ہم نے اللہ کی اطاعت کی ہوتی اور رسول کی اطاعت کی ہوتی)

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا :۔ میں پیدائش کے لحاظ سے سب سے پہلا ہوں اور بلحاظ بعثت سب میں آخری ہوں ۔ —— یہی وجہ ہے کہ اس آیت (یعنی سورہ احزاب آیت ۷) میں آپ کا ذکر حضرت نوح علیہ السلام سے بھی پہلے واقع ہُوا ہے ۔

امام سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس آیت سے ہمارے آقا و مولیٰ کی دیگر انبیائے کرام پر فضیلت ثابت ہوتی ہے ۔ اسی لئے تو آخری نبی ہونے کے باوجود آپ کا ذکر سب سے پہلے فرمایا ہے —— یہ عہد (میثاق انبیاء) اللہ تعالیٰ نے جملہ انبیائے کرام کو آدم علیہ السلام کی پشت سے چیونٹیوں کے مانند نکال کر لیا تھا ۔ افضلیت مصطفےٰ کے بارے میں اللہ نے یہ بھی فرمایا ہے

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۘ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ — یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر افضل کیا ۔ ان میں کسی سے

Marfat.com

اللّٰہُ وَرَفَعَ بَعۡضَھُمۡ دَرَجٰتٍ[1]ط — اللہ نے کلام فرمایا اور کوئی وہ ہے جسے سب پر درجوں بلند کیا۔

مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ وَرَفَعۡنَا بَعۡضَھُمۡ دَرَجٰتٍ میں لفظ بَعۡض سے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی مراد ہے، کیونکہ سارے گروہِ انبیاء میں وہ آپ ہی کی ہستی ہے جسے پوری بنی نوعِ انسان کی طرف مبعوث فرمایا گیا اور غنیمت آپ ہی کے لئے حلال ٹھہرائی گئی اور آپ سے معجزات کثیرہ کا ظہور و وقوع ہُوا۔ نیز کوئی فضیلت اور کرامت ایسی نہیں جو کسی نبی کو حاصل ہو، مگر وہ آپ کو بھی مرحمت فرمائی گئی ـــــ بعض مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ اس آیت میں آپ کی ایک یہ بھی فضیلت ہے کہ دیگر انبیائے کرام کے اسمائے گرامی لئے گئے ہیں لیکن اپنے حبیب کو اللہ تعالیٰ نے نبوت و رسالت کے ذریعے مخاطب فرمایا ہے اور اپنی سچی کتاب میں کہیں یٰۤاَیُّھَا النَّبِیُّ ـــــ یٰۤاَیُّھَا الرَّسُوۡلُ وغیرہ القاب کے ساتھ مخاطب کیا ہے ـــــ توصیفِ مصطفیٰ میں یہ بھی ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔

وَاِنَّ مِنۡ شِیۡعَتِہٖ لَاِبۡرٰھِیۡمَ[2] — اور بیشک اسی کے گروہ سے ابراہیم ہے۔

امام سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے اس تفسیر میں امام کلبی رحمۃ اللہ علیہ سے حکایت کی ہے کہ اس آیت میں ضمیر (ہٖ) سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جانب راجع ہے اور اس صورت میں تقدیری عبارت یوں ہوگی وَاِنَّ مِنۡ شِیۡعَتِہٖ مُحَمَّدٍ لَاِبۡرٰھِیۡمَ یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ

[1] پارہ ۳ سورہ البقرہ، آیت ۲۵۳۔

[2] پارہ ۲۳، سورہ الصّٰفّٰت، آیت ۸۳۔

Marfat.com

تعالیٰ علیہ وسلم کے دین پر تھے قراء نے اس امر کو جائز رکھا ہے اور اُن سے امام مکی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی حکایت کی ہے بعض کہتے ہیں کہ یہ ضمیر حضرت نوح علیہ السلام کی جانب راجع ہے۔

فصل - ۸:-

حضور دافع بلا اور باران رحمت ہیں

چنانچہ اس بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ۔[1]	اور اللہ کا کام نہیں کہ انھیں عذاب کرے، جب تک اے محبوب تم اُن میں تشریف فرما ہو۔

جب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما گئے اور وہاں بعض مسلمان پیچھے رہ گئے تو اللہ رب العزت نے اُن کی تسلی کے لئے یہ آیۂ کریمہ نازل فرمائی:۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ۔[2]	اور اللہ انھیں عذاب کرنے والا نہیں جب تک وہ بخشش مانگ رہے ہیں۔

یہ آیۂ کریمہ اس ارشاد باری تعالیٰ کی مثل ہے:۔

لَوْ تَزَيَّلُوْا لَعَذَّبْنَا الَّذِيْنَ مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝[3]	اگر وہ جدا ہو جاتے تو ضرور ہم ان میں کے کافروں کو دردناک عذاب دیتے

---

[1] پارہ ۹، سورۃ الانفال، آیت ۳۳ [2] پارہ ۹ سورۃ الانفال، آیت ۳۳

[3] پارہ ۲۶۔ سورۃ الفتح، آیت ۲۵۔

Marfat.com

اور یہ فرمانِ خداوندی بھی اسی قبیل سے ہے :۔

وَلَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُوْنَ وَنِسَآءٌ	اور اگر یہ نہ ہوتا کچھ مسلمان مرد اور
مُّؤْمِنٰتٌ لَّمْ تَعْلَمُوْهُمْ	کچھ مسلمان عورتیں جن کی تمھیں خبر نہیں
اَنْ تَطَئُوْهُمْ فَتُصِيْبَكُمْ مِّنْهُمْ	کہیں تم انھیں روند ڈالو تو تمھیں ان
مَّعَرَّةٌ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ [1]	کی طرف سے انجانی میں کوئی مکروہ پہنچے

جب سارے مسلمان مکہ مکرمہ سے ہجرت کر گئے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی :۔

وَمَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ	اور انھیں کیا ہے کہ اللہ انھیں عذاب
اللّٰهُ وَهُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ	نہ کرے وہ تو مسجد حرام سے روک
الْحَرَامِ وَمَا كَانُوْا اَوْلِيَآءَهٗ ؕ اِنْ	رہے ہیں اور وہ اس کے اہل نہیں.
اَوْلِيَآؤُهٗۤ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ [2]	اس کے اولیاء تو پرہیزگار ہی ہیں۔

یہ آیت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظیم عظمت و برکت کو ظاہر کر رہی ہے اور اس سے یہ امر صاف واضح ہو رہا ہے کہ اللہ جل جلالہٗ نے آپ کے وجود مسعود کو کفار کیلئے دافع عذاب بنایا تھا اور جب آپ مکہ معظمہ سے ہجرت فرما گئے تو باری تعالیٰ نے غلامانِ مصطفےٰ کی برکت سے کافروں پر عذاب نہ بھیجا لیکن جب صحابہ کرام کا بھی مکہ مکرمہ میں وجود نہ رہا اور وہ سارے ہجرت فرما گئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے کفارِ مکہ پر عذاب نازل فرمایا اور مسلمانوں کو ان پر مسلط کر دیا نیز تلوار کو ان کے درمیان فیصلہ کرنے والی مقرر کر کے مسلمانوں کو ان کی زمینوں، گھروں اور مال و متاع کا وارث بنا دیا۔

اس آیت کی تفسیر میں ایک دوسرا قول بھی ہے۔ جیسا کہ ہم سے قاضی شہید

---

[1] پارہ ۲۶، سورہ الفتح آیت ۲۵۔ [2] پارہ ۹، سورہ انفال، آیت ۳۴

Marfat.com

ابوعلی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند کے ساتھ حدیث بیان کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہم سے حدیث بیان کی ابوالفضل بن خیرون اور ابوالحسین صیرفی نے، ان دونوں سے ابویعلیٰ بن حمزہ نے، اُن سے ابوعلی تجی نے، اُن سے محمد بن محبوب مروزی نے، اُن سے حافظ ابوعیسیٰ نے، اُن سے سفیان بن وکیع نے، اُن سے ابن نمیر نے، اُنھوں نے اسمٰعیل بن ابراہیم بن مہاجر سے سنا۔ انھوں نے عباد بن یوسف سے، انھوں نے ابی بردہ ابن ابی موسیٰ سے، انھوں نے اپنے باپ سے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری اُمت کے لئے مجھ پر دو آیتیں امان والی نازل فرمائی ہیں۔ (۱) وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ ۚ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ ۝ جب میں اُمت سے پوشیدہ ہو جاؤں گا تو اُن کے لئے استغفار چھوڑ جاؤں گا۔ اور ایسا ہی مژدۂ جانفزا اس آیۂ کریمہ نے سنایا ہے:۔

وَمَا أَرْسَلْنٰكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِينَ ۝ ؎ — اور ہم نے تمھیں نہ بھیجا مگر رحمت سب جہانوں کے لئے۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اپنے صحابہ کے لئے امان ہوں۔ بعض کا قول ہے کہ اختلاف اور فتنوں سے ——— علمائے کرام فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امانِ اعظم ہیں۔ وصال کے بعد آپ کے نقوشِ قدم یعنی سنتِ رسول اصلاحِ عالم کی ضامن ہے۔ اور آپ کے اسوۂ حسنہ اور سنتوں سے روگردانی کرنا فتنوں کو دعوت دینا ہے۔ ——— نبیِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمتوں کا اظہار کرنے والی یہ آیۂ کریمہ بھی ہے:۔

إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهُ يُصَلُّونَ — بیشک اللہ اور اس کے فرشتے درود

؎ پارہ ۱۷ سورۂ الانبیاء آیت ۱۰۷

Marfat.com

عَلَى النَّبِيِّ ط يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝ [1]

بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر۔ اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

اس آیۂ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی صلوٰۃ اور فرشتوں کی صلوٰۃ کے ساتھ اپنے حبیب کی فضیلتِ خاصّہ کا اظہار فرمایا ہے اور اس کے ساتھ ہی اپنے بندوں کو آپ پر صلوٰۃ وسلام بھیجنے کا مطلق حکم دیا ہے۔ ابو بکر بن فورک رحمۃ اللہ علیہ نے بعض علماء سے حکایۃً بیان کیا ہے کہ فرمانِ رسالت: جُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِيْ فِي الصَّلٰوةِ (میرے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے) کے جواب میں اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے آپ پر صلوٰۃ بھیجتے ہیں اور اُمّتِ محمدیہ کو بھی حکم دیا گیا ہے کہ وہ قیامت تک فخرِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ عالی میں درود وسلام کے گلدستے سجا کر پیش کرتے رہا کریں۔ —— فرشتوں کی اور ہماری صلوٰۃ ایک قسم کی دعا ہے اور اللہ تعالیٰ کا صلوٰۃ بھیجنا اپنے حبیب پر خاص بارانِ رحمت کا نزول فرمانا ہے —— بعض حضرات کا یہ بھی قول ہے کہ لفظ یُصَلُّوْنَ سے يُبَارِكُوْنَ مراد ہے (یہ درست معلوم نہیں ہوتا کیونکہ) نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے درود شریف سکھاتے وقت لفظ صلوٰۃ اور برکت کے درمیان فرق فرمایا ہے اور درود وسلام بھیجنے کے حکم کو ہم آگے بیان کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ۔

بعض متکلمین حضرات نے کٓھٰیٰعٓصٓ کی تفسیر میں ذکر کیا ہے کہ اس میں حرف کاف کفایت سے ہے جیسا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ [2] (کیا اللہ اپنے بندے کیلئے کافی نہیں ہے)۔ ھا

---

[1] پارہ ۲۲، سورۂ الاحزاب، آیت ۵۶۔ [2] پارہ ۲۴، سورہ الزمر، آیت ۳۶

Marfat.com

سے اس کی ہدایت مُراد ہے جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔ وَیَھۡدِیَكَ صِرَاطًا مُّسۡتَقِیۡمًا ۝ؕ[1] (اور تمھیں سیدھی راہ دکھا دے) اور یا تاکید کی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اَیَّدَكَ بِنَصۡرِهٖ[2] (اور تمھیں زور دیا اپنی مدد کا)۔ اور عین عصمت کی ہے جس کے بارے میں اللہ جل مجدہٗ نے فرمایا ہے:۔ وَاللّٰهُ یَعۡصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ؕ[3] (اور اللہ تمھاری نگہبانی کریگا لوگوں سے) اور صاد سے اُس کی صلوٰۃ مراد ہے، جس کے متعلق فرمانِ خداوندی ہے:۔ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَى النَّبِیِّ ط توصیفِ مصطفٰے میں یہ بھی ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

اِنۡ تَظٰهَرَا عَلَیۡهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوۡلٰىهُ وَجِبۡرِیۡلُ وَصَالِحُ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَالۡمَلٰٓئِكَةُ بَعۡدَ ذٰلِكَ ظَهِیۡرٌ ۝[4]

اور اگر ان پر زور باندھو تو بے شک اللہ ان کا مددگار ہے اور جبریل اور نیک ایمان والے اور اس کے بعد فرشتے مدد پر ہیں۔

لفظ مولیٰ سے ولی مراد ہے اور صَالِحُ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ سے بعض نے انبیائے کرام مراد لیے ہیں۔ بعض کے نزدیک فرشتے مراد ہیں — بعض کا قول ہے کہ اس سے حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما مراد ہیں — بعض کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مراد ہیں — بعض کہتے ہیں کہ اس سے مطلق اہلِ ایمان مراد ہیں۔ جیسا کہ عمومیت سے ظاہر ہو رہا ہے۔

---

[1] پارہ ۲۶، سورہ الفتح، آیت ۲۔

[2] پارہ ۱۰۔ سورہ الانفال، آیت ۶۲۔

[3] پارہ ۶۔ سورہ المائدہ، آیت ۶۷۔ [4] پارہ ۲۸ سورۃ التحریم، آیت ۴

Marfat.com

فصل - ۹ سورۂ فتح میں مقامِ مصطفیٰ

اللہ جل مجدہٗ نے عظمتِ مصطفیٰ کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا ہے :-

إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا ۝
لِّيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ
مِن ذَنبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ
وَيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَ
يَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا ۝
وَيَنصُرَكَ اللَّهُ نَصْرًا عَزِيزًا ۝
هُوَ الَّذِي أَنزَلَ السَّكِينَةَ
فِي قُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ لِيَزْدَادُوا
إِيمَانًا مَّعَ إِيمَانِهِمْ وَلِلَّهِ
جُنُودُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ط
وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ۝
لِّيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِينَ وَ
الْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي
مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ
خَالِدِينَ فِيهَا وَيُكَفِّرَ
عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ ط وَكَانَ
ذَٰلِكَ عِندَ اللَّهِ فَوْزًا عَظِيمًا ۝
وَيُعَذِّبَ الْمُنَافِقِينَ

بیشک ہم نے تمہارے لئے روشن
فتح فرمادی۔ تاکہ اللہ تعالیٰ تمہارے
سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں
کے اور تمہارے پچھلوں کے اور اپنی
نعمتیں تم پر تمام کردے اور تمہیں سیدھی
راہ دکھا دے اور اللہ تمہاری زبردست
مدد فرمائے۔ وہی ہے جس نے ایمان
والوں کے دلوں میں اطمینان اُتارا
تاکہ اُنھیں یقین پر یقین بڑھے اور اللہ
ہی کی ملک ہیں تمام لشکر آسمانوں اور
زمین کے اور اللہ علم و حکمت والا ہے
تاکہ ایمان والے مردوں اور ایمان والی
عورتوں کو باغوں میں لے جائے جن
کے نیچے نہریں رواں ہیں، ہمیشہ
اُن میں رہیں اور اُن کی برائیاں اُن
سے اُتار دے۔ یہ اللہ کے یہاں بڑی
کامیابی ہے۔ اور عذاب دے۔
منافق مردوں اور منافق عورتوں

Marfat.com

وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَ	اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں
الْمُشْرِكٰتِ الظَّآنِّيْنَ بِاللّٰهِ	کو، جو اللہ پر گمان رکھتے ہیں، انھیں
ظَنَّ السَّوْءِ ؕ عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ	پر ہے بڑی گردش۔ اور اللہ نے
السَّوْءِ ۚ وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ	ان پر غضب فرمایا اور انھیں
وَلَعَنَهُمْ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ ؕ	لعنت کی اور ان کے لئے جہنم تیار
وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ○ وَلِلّٰهِ	فرمایا۔ اور وہ کیا ہی برا انجام ہے
جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ	اور اللہ ہی کی ملک ہیں آسمان اور
وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ○	زمین کے سب لشکر۔ اور اللہ عزت
اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا	وحکمت والا ہے۔ بیشک ہم نے
وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا لِّتُؤْمِنُوْا	تمہیں بھیجا حاضر وناظر اور خوشی اور ڈر
بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ	سناتا، تاکہ اے لوگو تم اللہ اور اس کے
وَتُوَقِّرُوْهُ ؕ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً	رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و
وَّاَصِيْلًا ○ اِنَّ الَّذِيْنَ	توقیر کرو۔ اور صبح وشام اللہ کی پاکی
يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ	بولو۔ وہ جو تمھاری بیعت کرتے ہیں
اللّٰهَ ؕ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ۚ[1]	وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں۔ ان
	کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔

ان آیات نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہ تعریف وتوصیف کی ہے اور آپ کا وہ مرتبہ ظاہر کیا ہے جس کی حقیقت کو بیان کرنے سے زبان وقلم عاجز ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان میں توصیف مصطفےٰ کی ابتدا اس سے فرمائی جو قسّام ازل نے نوازشیں صرف ان کے لئے رکھ چھوڑی تھیں یعنی ظہور

---

[1] پارہ ۲۶، سورۂ الفتح، آیت ۱ تا ۱۰

Marfat.com

دشمنوں پر غلبہ، کلمہ و شریعت کی سر بلندی اور ایسا مغفور جس سے اگلے پچھلے کسی کام کی باز پرس نہیں ہو گی ـــــــ بعض حضرات کا قول ہے کہ مغفرت سے مراد یہ ہے کہ جو کیا اور جو کیا بھی نہیں وہ سب معاف ہیں ـــــــ امام مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ وعدہ احسان فرمانے کی غرض سے ہے جس کیلئے مغفرت کو سبب بنایا گیا ہے اور دوسروں کے برعکس اُس کی جانب سے جو کچھ عطا فرمایا جائے وہ احسان ہی احسان ہے، کرم بالائے کرم ہے۔

اس کے بعد اللہ جل شانہٗ نے وَيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ فرمایا ہے یہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس اکرام کا اظہار فرمایا ہے کہ جن مشرکین مکہ کی گردنیں اکڑتی ہی جاری تھیں انھیں اپنے محبوب کے قدموں میں جھکا دیا ـــــــ بعض علمائے کرام کا قول ہے کہ اس سے مکہ مکرمہ اور طائف کی فتح مراد ہے ـــــــ بعض کے نزدیک اس نعمت سے دنیا میں آپ کے ذکر کو بلند کرنا اور نصرت و مغفرت سے نوازنا ہے۔

پھر اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا میں اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے محاسن و خصائص بیان فرمائے ہیں اور تُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ کے ذریعے حکم دیا ہے کہ حبیب پروردگار کی غایت درجہ تعظیم و توقیر کرو۔

بعض مفسرین اسے تُعَزِّزُوْهُ (دونوں زا) پڑھتے ہیں یعنی ان کی سب سے زیادہ عزت کرو اور یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ واقعی یہ مقام نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاصل ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ تُسَبِّحُوْهُ میں ضمیر اللہ رب العزت کی جانب راجع ہے۔

حضرت ابن عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان آیات میں اُن بہت سی

Marfat.com

نعمتوں کا ذکر ہے جن سے پروردگار عالم نے اپنے محبوب کو نوازا ہے۔ یعنی فتح مبین کا مژدہ سنایا جو اجابت دعا کی نشانی ہے ـــــ مغفرت کی بشارت دی ہے جو علامت محبت ہے ـــــ اتمام نعمت کی خوشخبری سنائی، جس سے خاص الخاص منصب کی نشاندہی ہو رہی ہے۔ ہدایت کا علمبردار بنایا جو دوستی کی نشانی ہے ـــــ وعدہ مغفرت میں گناہوں سے پاکیزگی اور مرتبے کی بلندی ہے ـــــ اتمام نعمت میں درجہ علیہ تک پہنچانا اور ہدایت کے ذریعے مشاہدہ جمال کی جانب بلایا جانا ہے۔

حضرت امام جعفر صادق بن امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے وعدہ الٰہی اتمام نعمت کے بارے میں فرمایا ہے :۔ اللہ تعالیٰ نے نبی آخر الزمان سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنا حبیب بنایا اور آپ کی حیات مبارک کی قسم کھائی اور آپ کی شریعت مطہرہ سے دیگر شرائع کو منسوخ کر کے آپ کو بلند ترین مقام تک پہنچایا۔ اور معراج میں آپ کی کمال حفاظت فرمائی، یہاں تک کہ آپ نے کسی طرف آنکھ بھی نہ پھیری اور نہ آپ کی نظر حد سے بڑھی۔ آپ کو ہر سرخ وسفید یعنی جملہ بنی آدم کا نبی بنایا۔ آپ کے لئے مال غنیمت کو حلال قرار دیا۔ آپ کو گنہگاروں کی شفاعت کرنے والا اور شفاعت کا ماذون ومختار بنایا اور آدم علیہ السلام کی ساری اولاد کا آپ کو سردار بنایا اور آپ کے ذکر کو اپنے ذکر سے اور آپ کی رضا کو اپنی رضا کے ساتھ ملایا اور آپ کو عقیدہ توحید کا ایک رکن قرار دیا ہے۔

اسی سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ فرمایا گیا ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے آپ سے بیعت کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ سے بیعت کرنے والے قرار دیتے ہوئے آپ کے

Marfat.com

فرمایا ہے کہ :- یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ - اُن کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہونے سے بعض کے نزدیک طاقتِ الٰہیہ، بعض کے نزدیک ثواب بعض کے نزدیک احسان اور بعض کے نزدیک عہد مراد ہے ـــــ یہ استعارہ اور تجنیسِ کلام کے طور پر ہے۔ اس سے عقدِ بیعت کو مؤکد کرنا اور بیعت لینے والے کے منصب کی رفعت کا اظہار مقصود ہے ـــــ اسی مضمون کو اللہ تعالیٰ نے یوں بھی ارشاد فرمایا ہے :-

فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ ص وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى [1]

تم نے اُنھیں قتل نہ کیا بلکہ اللہ نے اُنھیں قتل کیا اور اے محبوب! وہ خاک جو تم نے پھینکی، وہ تم نے نہ پھینکی بلکہ اللہ نے پھینکی۔

اگرچہ بادی النظر میں یہ کلام مجازی معلوم ہوتا ہے لیکن اس لحاظ سے حقیقت پر مبنی ہے کہ فی الحقیقت اللہ رب العزت ہی قاتل و رامی ہے۔ کیونکہ افعالِ عباد کا خالق وہی تو ہے۔ کنکریاں اور مٹی پھینکنا بھی تو اسی کی قدرت و مشیئت کے تحت ہوا ورنہ کسی انسان میں ذاتی طور پر یہ قدرت کہاں ہے کہ وہ مٹی کو اتنی دُور پہنچا دے، یہاں تک کہ مقابلے پر آنے والا ایک کافر بھی ایسا نہ بچے جس کی آنکھیں غبار آلود نہ ہوئی ہوں۔

فصل - ۱۰

کمالاتِ مصطفوی علیہ التحیۃ والسلام

---

[1] پارہ ۹، سورۃ الانفال، آیت ۱۷

Marfat.com

ان میں سے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک خصوصیت اور فضیلت وکرامت واقعۂ معراج واسرا ہے جس کا سورۂ اسرا (بنی اسرائیل) اور سورۂ النجم میں ذکر ہے ——— اور آپ کے فضائل وکمالات میں سے ایک یہ امر بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو لوگوں کے شر سے محفوظ ومامون رکھا تھا ——— چنانچہ اس امر کا ذمہ لیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بشارت دی تھی:-

وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ[1] — اور اللہ تمہاری نگہبانی کرے گا لوگوں سے۔

اسی سلسلے میں یہ آیۂ کریمہ بھی ہے:-

اِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ ۝[2]

اور اے محبوب! یاد کرو جب کافر تمہارے ساتھ مکر کرتے تھے کہ تمہیں بند کرلیں یا شہید کردیں یا نکال دیں اور وہ اپنا سا مکر کرتے تھے اور اللہ اپنی خفیہ تدبیر فرماتا تھا اور اللہ کی خفیہ تدبیر سب سے بہتر۔

محبوب پروردگار کی حفاظت کے بارے میں یہ بھی ارشاد باری تعالیٰ ہے

اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِى الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ

اگر تم محبوب کی مدد نہ کرو تو بیشک اللہ نے ان کی مدد فرمائی۔ جب کافروں کی شرارت سے انھیں باہر تشریف لے جانا ہوا صرف دو جان سے، جب

---

[1] پارہ ۶، سورۂ المائدہ، آیت ۶۷ [2] پارہ ۹، سورۂ الانفال، آیت ۳۰

Marfat.com

إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِينَتَهُ عَلَيْهِ وَأَيَّدَهُ بِجُنُودٍ لَمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِينَ كَفَرُوا السُّفْلَىٰ وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا ۗ وَاللّٰهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝ [1]

وہ دونوں غار میں تھے۔ جب اپنے یار سے فرماتے تھے، غم نہ کھا بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے تو اللہ نے اُس پر سکینہ اُتارا اور اُن فوجوں سے اُن کی مدد کی جو تم نے نہ دیکھیں اور کافروں کی بات نیچے ڈالی۔ اللہ ہی کا بول بالا ہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

یہاں اس واقعے کو بیان فرمایا ہے اور مشرکین مکہ کی اُس اذیت کو دُور کرنے کا ذکر ہے۔ جب وہ اپنے دار الندوہ کے پروگرام کے مطابق محبوبِ پروردگار کے قصرِ رسالت کا محاصرہ کر لیتے ہیں تاکہ اپنی ناپاک پھونکوں سے ہمیشہ کیلئے چراغِ مصطفوی کو بجھا دیں۔ چنانچہ جب وہ جانِ جاناں درِ دولت سے تشریف لے جاتے ہیں اور جب غارِ ثور میں آرام فرما ہوتے ہیں تو حفاظتِ الٰہیہ کا یہ محیّر العقول منظر سامنے آتا ہے کہ دونوں مواقع پر دشمن آپ کو دیکھنے سے قاصر رہ جاتے ہیں ـــــ نیز آپ پر سکینت اور طمانیت نازل فرمائی گئی۔ ـــــ نیز سراقہ بن مالک کا واقعہ جس کو محدثین اور اصحابِ سیر نے غارِ ثور اور ہجرت کے واقعات میں بیان کیا ہے ـــــ یہ سارے واقعات وعدہ الٰہی کے مطابق حفاظت کے منہ بولتے اور ایمان افروز واقعات ہیں ـــــ ـــــ فضائل و کمالاتِ مصطفےٰ کی تشہیر اور آپ کے منصب عالی کو بیان کرنے والی یہ سورت بھی ہے۔

إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ ۝ اے محبوب! بیشک ہم نے تمھیں

---

[1] پارہ ۱۰، سورہ التوبہ آیت ۴۰۔

Marfat.com

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ۝ [1]

بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں، تو تم اپنے رب کے لئے نماز پڑھو اور قربانی کرو۔ بیشک جو تمہارا دشمن ہے وہی ہر خیر سے محروم ہے۔

ان آیات میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مطلع فرمایا ہے کہ اُنھیں کیا کچھ مرحمت فرما دیا گیا ہے۔ کوثر تو جنت میں ایک نہر ہے۔ اس کی تفسیر میں اور بھی کئی اقوال ہیں۔ اپنے خاص انعامات کا ذکر فرمانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے دشمنِ مصطفےٰ کی نازیبا گفتگو کا جواب دیا۔ اور اپنے حبیب کو تشفی دیتے ہُوئے فرمایا کہ دشمنِ مصطفےٰ اور شانِ رسالت کا گستاخ ہی نسل بریدہ اور ہر خیر سے محرُوم ہے۔ اللہ جلّ مجدہٗ نے توصیفِ مصطفےٰ میں یہ بھی ارشاد فرمایا ہے:۔

وَلَقَدْ اٰتَیْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِیْمَ ۝ [2]

اور بلاشبہ ہم نے تم کو سات آیتیں دیں جو دُہرائی جاتی ہیں اور عظمت والا قرآن۔

کہا گیا ہے کہ سبع مثانی سے قرآنِ کریم کی وہ اولین سات سورتیں مراد ہیں جو طوال مفصّل کہلاتی ہیں۔ اور اَلْقُرْاٰنِ الْعَظِیْمِ سے سورۃ الفاتحہ مراد ہے ——— دوسرا قول یہ ہے کہ سبع المثانی سے سورہٗ فاتحہ اور قرآن العظیم سے پُورا قرآنِ مجید مراد ہے ——— تیسرا قول یہ ہے کہ وہ آیات جو اوامر و نواہی بشارات و انذارات اور ضرب الامثال و انعامات الٰہیہ کے بیان پر مشتمل ہیں۔ انھیں سبع المثانی کہا گیا ہے۔ اور یہ کہ ہم نے اس عظیم کتاب کے ذریعے تمہیں

---

[1] پارہ ۳۰، سورہٗ الکوثر۔ [2] پارہ ۱۴، سورہٗ الحجر، آیت ۸۷

Marfat.com

اتنے علوم مرحمت فرما دیئے ہیں۔

کہا گیا ہے کہ سورۂ فاتحہ کو اس وجہ سے سبع مثانی کہا جاتا ہے کہ یہ بار بار ہر رکعت میں دُہرائی جاتی ہے —— یہ بھی کہا گیا ہے کہ اسے سبع مثانی اس لئے کہا گیا ہے کہ یہ فخرِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے مخصوص فرما کر ذخیرہ کر دی گئی تھی۔ جبکہ دوسرے انبیائے کرام اس سے محروم رہے —— قرآنِ کریم کو سبع مثانی اس لئے کہا گیا ہے کہ اس میں انبیائے سابقین کے واقعات کو بار بار دُہرایا گیا ہے —— سبع مثانی کے معانی میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ اے حبیب! ہم نے تمھیں سات بزرگیوں سے مشرف فرمایا ہے جو یہ ہیں:۔ ہدایت[1]، نبوت[2]، رحمت[3]، شفاعت[4]، ولایت[5]، تعظیم[6] اور سکینت[7]۔

توصیفِ مصطفےٰ میں یہ بھی ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

وَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ۝[1]	اور اے محبوب! ہم نے تمھاری طرف یہ یادگار اُتاری کہ تم لوگوں سے بیان کر دو جو ان کی طرف اُترا

اور یہ بھی فرمایا ہے:۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۝[2]	اور اے محبوب! ہم نے تم کو نہ بھیجا مگر ایسی رسالت سے جو تمام آدمیوں کو گھیرنے والی ہے۔ خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا۔

نیز اللہ جل مجدہٗ نے اپنی کتاب قرآنِ عزیز میں یہ بھی فرمایا ہے:۔

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ	تم فرماؤ، اے لوگو! میں تم سب کی طرف

---

[1] پارہ ۱۴۔ سورۂ النحل، آیت ۴۴۔ [2] پارہ ۲۲، سورۂ سبا، آیت ۲۸

Marfat.com

اللّٰہِ اِلَیۡکُمۡ جَمِیۡعَا ۨ الَّذِیۡ لَہٗ مُلۡکُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ یُحۡیٖ وَ یُمِیۡتُ فَاٰمِنُوۡا بِاللّٰہِ وَ رَسُوۡلِہِ النَّبِیِّ الۡاُمِّیِّ الَّذِیۡ یُؤۡمِنُ بِاللّٰہِ وَ کَلِمٰتِہٖ وَ اتَّبِعُوۡہُ لَعَلَّکُمۡ تَہۡتَدُوۡنَ ۱؎

اس کا رسول ہوں کہ آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اُسی کو ہے۔ اُس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ جلائے اور مارے۔ تو ایمان لاؤ اللہ پر اور اُس کے رسول، بے پڑھے غیب بتانے والے پر کہ اللہ اور اُس کی باتوں پر ایمان لاتے ہیں اور اُن کی غلامی کرو کہ تم راہ ہدایت پاؤ۔

قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ آپ کے خصائص سے ہے ــــ اسی سلسلے میں یہ ارشادِ الٰہی بھی ہے :۔

وَ مَاۤ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوۡمِہٖ لِیُبَیِّنَ لَہُمۡ ۔ ۲؎

اور ہم نے ہر رسول اُس کی قوم ہی کی زبان میں بھیجا۔ کہ وہ انھیں صاف بتائے۔

اس آیت نے بتایا کہ جملہ انبیائے کرام اپنی اپنی قوم سے متعلق رہے لیکن نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں قرآن کریم نے وضاحت فرمائی ہے کہ آپ کو ساری مخلوق کی جانب مبعوث فرمایا، جیسا کہ خود نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی یہ اعلان فرمایا تھا کہ میں ہر سُرخ و سیاہ (ساری مخلوق) کی جانب مبعوث فرمایا گیا ہوں ــــ توصیفِ مصطفےٰ میں اللہ جل مجدہٗ نے یہ بھی فرمایا ہے :۔

اَلنَّبِیُّ اَوۡلٰی بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ یہ نبی مسلمانوں کا اُن کی جان سے

۱؎ پارہ ۹، سورۂ الاعراف، آیت ۱۵۸ ۲؎ پارہ ۱۳، سورۂ ابراہیم، آیت ۴

Marfat.com

مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَ اَزْوَاجُهٗ اُمَّهَاتُهُمْ ۔ ؎ | زیادہ مالک ہے اور اس کی بیبیاں اُن کی مائیں ہیں ۔

لفظ اَولیٰ کی تفسیر میں مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ فخرِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان مسلمانوں میں اُسی طرح نافذ العمل ہے جیسے ایک آقا کا حکم غلام پر جاری ہوتا ہے ـــــ بعض مفسرین حضرات نے اس کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ سرورِ کون و مکان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل کرنا اپنی مرضی پر عمل کرنے سے کہیں زیادہ بہتر ہے ۔ نیز فخرِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کو حرمت میں ماؤں کی طرح قرار دیا گیا ہے یعنی آپ کے پردہ فرما جانے کے بعد کسی کا اُن سے نکاح کرنا ناموسِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے منافی ٹھہرایا گیا ہے کیونکہ وہ آخرت میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بیویاں ہوں گی ۔ اور یہ امر بھی آپ کی خصوصیات سے ہے ـــــ اپنے حبیب کی تعریف میں اللہ جل مجدہٗ نے یہ بھی فرمایا ہے :-

وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ؎ | اور اللہ نے تم پر کتاب اور حکمت اتار دی اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے ۔

مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ فضلِ عظیم سے مراد منصبِ نبوت ہے ـــ بعض حضرات کا قول ہے کہ قسامِ ازل نے جو انعامات صرف آپ کیلئے ودیعت فرمائے ، یہاں وہ مراد ہیں ـــــ امام واسطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس سے اپنی رویت کی جانب اشارہ فرمایا ہے جس کو حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی برداشت نہ کر سکے تھے ۔

؎ پارہ ۲۱ ، سورۂ الاحزاب ، آیت ۶ ۔ ؎ پارہ ۵ ، سورۂ النساء آیت ۱۱۳

Marfat.com

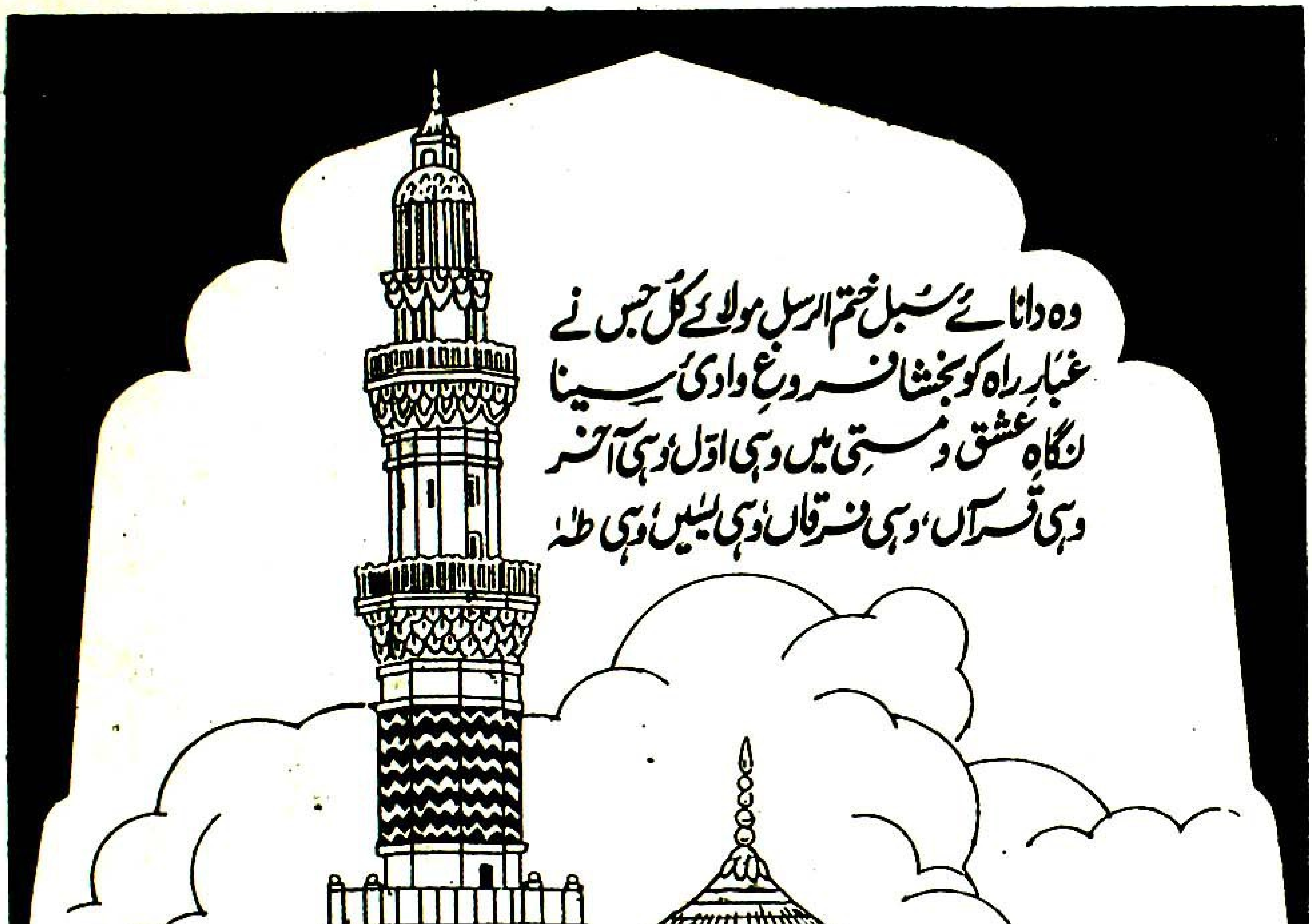
وہ دانائے سبل ختم الرسل مولائے کل جس نے
غبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادیٔ سینا
نگاہِ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر
وہی قرآں، وہی فرقاں، وہی یٰسیں، وہی طٰہٰ

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com